عمدۃ الفکر

لحل اسئلۃ

نخبۃ الفکر

مرتب

محمد رضاء الکریم القاسمی

تکمیل افتاء جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی)

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com

Telegram channel : New Madarsa

بسم الله الرحمن الرحيم

عمدة الفكر

لحل أسئلة نخبة الفكر

مرتب

محمد رضاء الكريم القاسمی

تکمیل افتاء جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یوپی، الہند)

تصحیح واعادۃ النظر

محمد یوسف الجیفوری

ناشر

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۵
۲	تقریظ	۶
۳	پیش لفظ	۷
۴	سوالات امتحان ۱۴۳۷ھ	۹
۵	۱۴۳۶ھ	۱۵
۶	۱۴۳۵ھ	۲۱
۷	۱۴۳۴ھ	۲۸
۸	۱۴۳۳ھ	۳۳
۹	۱۴۳۲ھ	۳۸
۱۰	۱۴۳۱ھ	۴۴
۱۱	۱۴۳۰ھ	۴۹
۱۲	۱۴۲۹ھ	۵۶
۱۳	۱۴۲۸ھ	۶۱

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۱۴	سنہ ۱۴۲۷ھ	۶۸
۱۵	سنہ ۱۴۲۶ھ	۷۳
۱۶	سنہ ۱۴۲۵ھ	۸۱
۱۷	سنہ ۱۴۲۴ھ	۸۸
۱۸	سنہ ۱۴۲۳ھ	۹۵
۱۹	مصطلاحات علم حدیث	۹۹
۲۰	مصطلحات حدیث	۱۰۷

خصوصیات کتاب ھذا

(۱) پرچۂ سوالات امتحان داخلہ برائے دورۂ حدیث شریف سنہ ۱۴۲۳ھ سے لیکر سنہ ۱۴۳۷ھ تک باترتیب لکھی گئی۔

(۲) عبارت بااعراب مزین کی گئی ہے۔

(۳) پرچۂ سوالات کے جوابات "الف" "ب" "ج" کے عنوان پر باوضاحت لکھی گئی ہے۔

(۴) ہر عبارت کا بامحاورہ ترجمہ کیا گیا

(۵) عبارت کی مکمل تشریح لکھنے کے ساتھ ساتھ ضروری باتوں کو "ملاحظہ" اور "نوٹ" کے عنوان پر ذکر کی گئی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتساب

(۱) بندہ اس سعی متبرک وگلدستہ کو از ہر ہند مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہے جس کی آغوش میں رہ کر کچھ پڑھنے لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔

(۲) اپنے والدین کی طرف منسوب کرتا ہے، جنکی بے پایاں شفقتیں، عنایتیں، اور آہ سحر گاہی، تحصیل وتکمیل علوم نبوت کے تمام تر مراحل میں ہمہ وقت بندہ کے ہم قدم رہیں، اور جن کا سلسلہ ہنوز برقرار ہے۔

(۳) تمام اساتذۂ کرام کی طرف منسوب کرتا ہے، جن کی مخلصانہ تربیت اور دعاؤں نے بندہ کو راہ حق پر قائم رکھا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تقریظ

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد عمران صاحب قاسمی

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔

مولانا محمد رضاء الکریم صاحب سوال وجواب کی شکل میں زیر نظر کتاب طلبۂ علم حدیث کے لئے ایک بے نظیر مرقبہ اور عظیم تحفہ اور بیش بہا خزانہ ہے احقر نے چند جگہوں سے اس کا مطالعہ کیا جس سے محسوس ہوا کہ عزیز اس کو مطالعہ میں رکھ کر شریک امتحان ہونگے اور اس کے مطابق سوالات کے جواب لکھیں گے تو انشاء اللہ ضرور بالضرور کامیاب وکامران ہونگے۔

اور کامیابی اور درجات علیا تک پہنچ کر خدمات حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف منازل طے کریں گے انشااللہ تعالی۔

موصوف کی انتھک کوششوں کو قبولیت کے درجات سے نواز کر ذخیرۂ آخرت بنادے اور طلبۂ علم حدیث کو اس ذخیرہ سے ابداً استفادہ کی توفیق عطا فرمائے

احقر الوری

خادم التدریس والافتاء

وقف دارالعلوم دیوبند، یوپی (الہند)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

پیش لفظ

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام

محمد وآلہ وصحبہ البررۃ الکرام اما بعد۔

''علم حدیث'' علوم اسلامی میں ایک خاص شان ومقام کا حامل ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی ابدیت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کی ایک دلیل اور زندہ وجاوید نشانی ہے، اس لئے دینی مدارس میں سب سے آخرِ آخر اس فن کی تعلیم ہوتی ہے، حدیث کا دامن جس طرح خود وسیع ہے اسی طرح اس فن کی متعلقات بھی بہت وسیع ہیں، انہیں میں ایک ''اصول حدیث'' ہے۔

اصول حدیث میں عربی میں کتابیں تیسری صدی کے شروع ہی سے تصنیف ہونے لگیں اور دسویں صدی کے ابتدا تک ایک عظیم الشان ذخیرہ تیار ہوگیا، جیسا کہ اس فن کے مصنفین کے سن وفات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اسی کتابوں میں سے حافظ ابن حجر العسقلانیؒ کی انتہائی تلخیص کتاب جو کہ ''نخبۃ الفکر'' کے نام سے مشہور ہے، پھر خود حافظؒ ہی اس کی ممزوج شرح بنام ''نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر'' لکھی ہے، اس کتاب کی مقبولیت عند اللہ ایسی ہوئی ہے، کہ شرح وتلخیص تمام مدارس دینیہ میں داخل نصاب ہے۔

پس جس طرح یہ کتاب جامع اور بلند رتبہ کا حامل ہے اسی طرح اس کے لئے جامع شروحات بھی لکھی گئی ہیں، راقم الحروف نے بھی اس کتاب کی اہم بحثوں اور مغلقات کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ''عمدۃ الفکر لحل اسئلۃ نخبۃ الفکر'' ترتیب دی ہے، جس میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

”بحمد اللہ سبحانہ وتعالی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے پرچۂ سوالات امتحان داخلہ“ برائے دورۂ حدیث شریف“ میں سے ۱۴۲۳ھ سے لیکر ۱۴۳۷ھ تک تمام سوالات مع جوابات کو باترتیب سہل انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور ساتھ ساتھ بطور افادہ آخر کتاب میں مصطلحات علوم الحدیث بزبان عربی واردو لکھی گئی ہیں۔

بندہ کی یہی پہلی کاوش ہے بایں وجہ غلطی اور خامیوں سے بچنا ناگزیر ہے، پس خداوند قدوس سے التجا ہے کہ کوتاہی کو معاف فرما کر بندہ کی سعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔

متعلمین اور مستفدین اور طالبان علوم نبوت کے لئے اس کا استفادہ عام وشائع فرمائے، عقبی میں صالحین کے زمرہ میں شامل فرما کر اپنی رضا وخوشنودی سے نوازے اور اسے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

مرتب

محمد رضاء الکریم

فاضل دارالعلوم دیوبند

۲۷؍جمادی الثانی؍۱۴۳۸ھ مطابق: ۲۷؍مارچ ۲۰۱۷ء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات امتحان داخلہ

سنہ ۱۴۳۷ھ

سوال اول: نخبۃ الفکر (ص ر ۲)

عبارت با اعراب: ثُمَّ الْغَرَابَةُ إِمَّا اَنْ تَكُوْنَ فِيْ اَصْلِ السَّنَدِ أَيْ فِي الْمَوْضَعِ الَّذِيْ يَدُوْرُ الْاِسْنَادُ عَلَيْهِ وَيَرْجِعُ وَلَوْ تَعَدَّدَتِ الطُّرُقُ إِلَيْهِ وَهُوَ طَرَفُهُ الَّذِيْ فِيْهِ الصَّحَابِيُّ اَوْ لَا يَكُوْنُ كَذَالِکَ بِأَنْ يَكُوْنَ التَّفَرُّدُ فِيْ أَثْنَائِهِ كَأَنْ يَرْوِيَهُ عَنِ الصَّحَابِيِّ اَكْثَرُ مِنْ وَاحِدٍ ثُمَّ يَتَفَرَّدُ بِرِوَايَتِهِ عَنْ وَاحِدٍ مِنْهُمْ شَخْصٌ وَاحِدٌ فَالْاَوَّلُ الْفَرْدُ الْمُطْلَقُ، وَالثَّانِي الْفَرْدُ النِّسْبِيُّ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں)۔(ب) فرد مطلق اور فرد نسبی کی مذکورہ تعریفوں کی مع امثلہ وضاحت کریں۔(ج) اور دونوں کی وجہ تسمیہ تحریر کریں۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر غرابت یا تو سند کے شروع میں ہوگی یعنی اس جگہ میں جہاں سند کا مدار ومرجع ہے، اگرچہ اس جگہ تک بہت سی سندیں پہنچتی ہوں اور وہ جگہ سند کا وہ کنارہ ہے جس کے پاس صحابی ہو، یا تفرد ایسا نہ ہو بلکہ تفرد سند کے درمیان میں ہو، جیسے کسی حدیث کو صحابی سے ایک سے زیادہ تابعی روایت کریں، پھر ان تابعین میں سے کسی ایک سے اس حدیث کو کوئی شخص تنہا روایت کرے تو پہلی قسم فرد مطلق ہے، اور دوسری قسم فرد نسبی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) توضیح تعریفِ فرد مطلق و فرد نسبی مع مثال

فرد مطلق: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں یعنی طبقۂ تابعین میں غرابت ہو بایں طور کہ صرف ایک ہی تابعی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، جیسے حدیث شریف اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ" (ولاء ایک قرابت ہے نسبی قرابت کی طرح وہ نہ بیچی جاسکتی ہے نہ بخشش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی میراث میں دی جاسکتی ہے) اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ سے صرف عبداللہ بن دینار (مشہور تابعی) روایت کرتے ہیں (تحفۃ الدرر: ص ر ۱۴)

فرد نسبی: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں غرابت ہو بایں طور کہ اس حدیث کو صحابی سے ایک سے زیادہ تابعی روایت کرے مگر تابعین کے بعد کسی طبقے میں کوئی راوی منفرد ہو جیسے "اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ" اس حدیث کو حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت کرنے میں ابو صالح منفرد ہیں اور ابو صالح سے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار بھی منفرد ہیں۔

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی وجہ تسمیہ

مطلق کا معنی ہے قید کا نہ ہونا تو چونکہ فرد مطلق میں "تفرد" سند اور متن کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کو "فرد مطلق" کہا جاتا ہے۔

اور "فرد نسبی" کو فرد نسبی اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں تفرد ایک شخص معین کے اعتبار ہی سے واقع ہوتا ہے اگرچہ وہ حدیث فی نفسہ مشہور ہی کیوں نہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/۷۵)

عبارت با اعراب: ثُمَّ الْاِسْنَادُ إِمَّا اَنْ يَّنْتَهِيَ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَيَقْتَضِيَ لَفْظُهٗ اِمَّا تَصْرِيْحًا اَوْ حُكْمًا اَنَّ الْمَنْقُوْلَ بِذَالِكَ الْاِسْنَادِ مِنْ قَوْلِهٖ اَوْ فِعْلِهٖ اَوْ مِنْ تَقْرِيْرِهٖ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) عبارت کی تشریح کرتے ہوئے صریح مرفوع قولی، فعلی، اور تقریری کی مثالیں بھی تحریر کریں۔ (ج) اور اسناد اور متن کی تعریف کریں۔

جواب (الف) عبارت با اعراب میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر سند یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتہی ہوگی اور سند کے بعد کا لفظ یا تو صراحۃً یا حکماً اس بات کا مقتضی ہوگا کہ اس سند سے منقول متن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کے قبیل سے ہے یا افعال کے قبیل سے یا تقریرات کے قبیل سے ہے۔

(ب) عبارت کی تشریح

مؤلفؒ اس مقام سے سند کی اور اس کے متعلقات کی بحث ذکر کر رہے ہیں کہ غایت سند یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہوگی یا کوئی صحابی ہونگے یا تابعی یا تبع تابعی یا ان کے علاوہ کوئی اور ہونگے پہلی صورت میں جبکہ غایت سند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے تو اسی حدیث کو مرفوع کہیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غایت سند ہونا کبھی تو صراحۃً ہوگا اور کبھی حکماً ہوگا۔

اگر غایت سند صراحۃً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو ایسی حدیث کو مرفوع حقیقی اور مرفوع صریحی کہتے ہیں، اور اگر غایت سند حکماً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو ایسی حدیث کو مرفوع حکمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مرفوع قولی صریحی

وہ حدیث ہے جس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صریح قول نقل کیا گیا ہو، مثلا عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: اَسفِرُوا بالفجرِ فإنَّهٗ اَعظَمُ لِلْاَجْرِ۔

مرفوع فعلی صریحی

وہ حدیث ہے جس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صریح عمل نقل کیا گیا ہو، جیسے عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بن شُعْبَۃَ رضی اللہ عنہ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یَمْسَحُ عَلٰی ظَاھِرِ ھِمَا۔

مرفوع تقریری صریحی

وہ حدیث ہے جس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صریح تقریر منقول ہو جیسے عَنْ ابن عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قال: أُکِلَ الضَّبُّ عَلٰی مَائِدَۃِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(ج) اسناد کی تعریف

اسناد کے لغوی معنی ٹیک لگانا اور اعتماد کرنا ہے، اصطلاحِ محدثین میں سند وہ طریق ہے جو متن تک پہچانے والا ہے۔

متن کی تعریف: متن کے لغوی معنی پیٹھ کے ہیں اور محدثین کی اصطلاح میں متن وہ کلام ہے جس پر سند کی انتہاء ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوالِ ثالث: نخبۃ الفکر (ص ر ۴۸)

عبارت با اعراب: وَالْقِسْمُ الثَّالِثُ مِنْ اَقْسَامِ السَّقْطِ مِنَ الْاِسْنَادِ اِنْ کَانَ بِاِثْنَیْنِ فَصَاعِدًا مَعَ التَّوَالِیْ فَهُوَ الْمُعْضَلُ وَاِلَّا فَاِنْ کَانَ السَّقْطُ بِاِثْنَیْنِ غَیْرَ مُتَوَالِیَیْنِ فِیْ مَوْضَعَیْنِ مَثَلًا فَهُوَ الْمُنْقَطِعُ وَکَذَا اِنْ سَقَطَ وَاحِدٌ فَقَطْ اَوْ اَکْثَرُ مِنْ اِثْنَیْنِ لٰکِنَّهٗ بِشَرْطِ عَدَمِ التَّوَالِیْ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) معضل اور منقطع کی مذکورہ تعریف کی مکمل وضاحت کریں۔ (ج) اور بتائیں کہ معلق اور معضل میں کون سی نسبت ہے۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: سقوطِ اسناد کی تیسری قسم میں اگر مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں تو یہ معضل ہے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ دو راوی کا سقوط مثال کے طور پر دو جگہ میں ہو لگا تار نہ ہو، تو وہ منقطع ہے، اور اسی طرح منقطع ہی ہے اگر صرف ایک ہی راوی حذف ہو یا دو سے زیادہ حذف ہوں لیکن عدمِ توالی کی شرط کے ساتھ۔

(ب) توضیحِ تعریف معضل

سقوطِ راوی کے اعتبار سے مردود کی تیسری قسم ''معضل'' ہے اور معضل وہ حدیث مردود ہے جس کی سند سے دو یا زیادہ روات مسلسل حذف ہو گئے ہوں خواہ ابتداء سے یا وسط سے یا انتہاء سے، اس میں دو چیزیں ملحوظ ہیں، ایک یہ کہ ایک سے زیادہ روات حذف ہوں دوسری یہ کہ مسلسل اور لگا تار حذف ہوں مختلف جگہوں سے نہ ہوں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

توضیح تعریف منقطع

سقوطِ راوی کے اعتبار سے مردود کی چوتھی قسم منقطع ہے اور منقطع وہ حدیث مردود ہے جس کی سند سے ایک یا زیادہ روات حذف ہوں مگر مسلسل نہ ہوں، خواہ یہ حذف ابتداء سے ہو یا وسط سے یا انتہاء سے بہر حال حسب بیان مصنف منقطع کی تین صورتیں ہونگی، ایک یہ کہ صرف ایک راوی کسی بھی مقام سے حذف ہو، دوسری یہ کہ دو روایت غیر مسلسل حذف ہو، تیسری یہ کہ دو سے زیادہ روایت غیر مسلسل حذف ہوں۔

(ج) معلق اور معضل کے درمیان نسبت

مفہوم کے اعتبار سے دونوں میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ اگر مصنف نے آغاز سند سے دو یا زیادہ روات کو مسلسل حذف کردیا تو اس حدیث کو "معلق" بھی کہتے ہیں اور معضل بھی، معلق اس لئے کہ آغازِ سند سے مصنف نے حذف کیا ہے اور معضل اس لئے کہ مسلسل دو یا زیادہ روات ساقط ہیں، (یہ مادۂ اجتماع ہے) اور اگر مصنف نے آغاز سند سے ایک راوی کو حذف کیا ہو یا زیادہ کو کیا ہو مگر مسلسل نہیں تو اس کو "معلق" تو کہیں گے لیکن معضل نہیں کہیں گے (یہ ایک مادۂ افتراق ہے) اور اگر مصنف نے دو یا زیادہ روات حذف کردیے ہوں مگر آغازِ سند کے علاوہ سے تو اس کو "معضل" کہیں گے "معلق" نہیں کہیں گے (یہ دوسرا مادۂ افتراق ہے)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۱۴۳۶ھ

سوال اول: نخبۃ الفکر (ص ر ۴)

عبارت بااعراب: فَسَأَلَنِیْ بَعْضُ الْإِخْوَانِ أَنْ أُلَخِّصَ لَهُمُ الْمُهِمَّ مِنْ ذٰلِکَ فَأَجَبْتُهُ إِلٰی سُؤَالِهٖ رَجَاءَ الْإِنْدِرَاجِ فِیْ تِلْکَ الْمَسَالِکِ فَبَالَغْتُ فِیْ شَرْحِهَا فِی الْإِیْضَاحِ وَالتَّوْجِیْهِ وَتَبَّهْتُ عَلٰی خَبَایَا زَوَایَاهَا لِأَنَّ صَاحِبَ الْبَیْتِ أَدْرٰی بِمَا فِیْهِ، فَظَهَرَ لِیْ أَنَّ إِیْرَادَهٗ عَلٰی صُوْرَةِ الْبَسْطِ أَلْیَقُ وَدَمْجَهَا ضِمْنَ تَوْضِیْحِهَا أَوْفَقُ فَسَلَکْتُ هٰذِهِ الطَّرِیْقَةَ الْقَلِیْلَةَ السَّالِکِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) اور خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے (ج) مطلب بیان کرتے ہوئے مصنف اور متن کے نام بتائیے اور بتائیے کہ متن کس کتاب کی تلخیص ہے۔

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں درج کی گئی ہے

ترجمہ: پھر مجھ سے بعض دوستوں نے طلب کیا کہ میں ان کے لئے مذکورہ کتب کے اہم مباحث کو ملخص کردوں، چنانچہ میں نے ان راہوں پر چلنے کی امید پر ''جن پر محدثین چلتے ہیں'' ان کی درخواست قبول کرلی اور ''شرح نخبۃ'' کے اندر ایضاح وتوجیہ میں خوب مبالغے سے کام لیا، اور اس کے مخفی گوشوں پر متنبہ کیا، کیونکہ صاحب خانہ ہی اندرونِ گھر سے زیادہ واقف ہوتا ہے، پس میرے لئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ''شرح'' بسط وتفصیل کے ساتھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرنا زیادہ لائق اور ''نخبۃ'' کو اس کی توضیح کے ضمن داخل کرنا زیادہ موافق ہے چنانچہ میں نے اسی نہج کو اختیار کیا جس پر چلنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

(ب) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق

(۱) توجیہ ''بمعنی واضح کرنا'' مصدر از باب تفعیل، مادہ: و، ج، ہ

(۲) خبایا ''خبیۃ'' کی جمع ہے، بمعنی مخفی چیز۔

(۳) زوایا ''زاویۃ'' کی جمع ہے، بمعنی گوشہ اور کونہ۔

(۴) أَلْيَقُ: باب ضرب یضرب سے اسم تفضیل واحد مذکر کا صیغہ ہے، لَاقَ يَلِيقُ ''لَيَقًا و لِيَاقَةً مناسب ہونا، موافق ہونا۔

(۵) دَمْجٌ: باب نصر ینصر کا مصدر دَمَجَ يَدْمُجُ دُمُوْجًا بمعنی داخل کرنا، ملانا، مخلوط کرنا۔ وَالدَّمْجُ ''إدخال الشَّيِئِ في الشيئ بحيث يحصل الإمتِزَاجُ''

(۶) أَوْفَقُ: باب حسب یحسب سے اسم تفضیل واحد مذکر کا صیغہ ہے وَفِقَ يَفِقُ وَفْقًا بمعنی موافق ہونا، موافق پانا۔

(ج) توضیح عبارت

جن دوستوں نے متن تصنیف کرنے کی درخواست کی تھی، انہیں حضرات نے شرح لکھنے کی بھی درخواست کی اور یہ کہ وہ شرح اس طرز کی ہو کہ متن کے جو لفظی اشارات اور معنوی خزانے مبتدی طلبہ پر مخفی ہیں، وہ اس شرح سے کھل جائیں۔

چناں چہ میں نے ان کی یہ درخواست قبول کر لی اس امید پر کہ میں بھی اصول حدیث تصنیف کرنے والوں کی صف میں شامل ہو جاؤں اور پھر ان کی درخواست کے مطابق

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

''نخبۃ'' کی شرح کے اندر لفظی اشارات اور معنوی نکات کی وضاحت اور اس کے مخفی گوشوں پر تنبیہ کرنے میں میں نے خوب مبالغہ کیا'' کیونکہ صاحب خانہ ہی اندرون گھر کی چیزوں سے زیادہ واقف ہوتا ہے اور شرح شروع کرتے وقت اس بات کا خیال آیا کہ شرح کو متن سے الگ نہ رکھا جائے ''جیسا کہ عام دستور ہے'' بلکہ نخبہ کو اس کی شرح کے ضمن میں داخل کر کے ایک کتاب بنا لیا جائے، چنانچہ میں نے اسی نہج کو اختیار کیا جس پر چلنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔

مصنف کا نام: ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی ''ابن حجر عسقلانیؒ'' سے مشہور ہیں

متن کا نام ''نُخبَۃُ الفِکَرِ فِی مُصطَلَحِ اَھلِ الاَثَرِ'' متن مقدمہ ابن صلاح کی تلخیص ہے۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ر ۵۳)

عبارت باعراب: وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمُدَلَّسِ وَالْمُرْسَلِ الْخَفِيِّ دَقِيْقٌ يَحْصُلُ تَحْرِيْرُهُ بِمَا ذُكِرَهُنَا وَهُوَ اَنَّ التَّدْلِيْسَ يَخْتَصُّ بِمَنْ رَوٰى عَمَّنْ عُرِفَ لِقَائُهُ اِيَّاهُ فَاَمَّا اِنْ عَاصَرَهُ وَلَمْ يُعْرَفْ اَنَّهُ لَقِيَهُ فَهُوَ الْمُرْسَلُ الْخَفِيُّ، وَمَنْ اَدْخَلَ فِي تَعْرِيْفِ التَّدْلِيْسِ الْمُعَاصَرَةَ وَلَوْ بِغَيْرِ لُقِيٍّ لَزِمَهُ دُخُوْلُ الْمُرْسَلِ الْخَفِيِّ فِي تَعْرِيْفِهِ وَالصَّوَابُ التَّفْرِقَةُ بَيْنَهُمَا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ (ب) مدلّس اور مرسل خفی کی تعریف کیجیے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۔(ج) وضاحت کے ساتھ مطلب لکھیں۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: ۔ مدلّس اور مرسل خفی کے درمیان فرق دقیق ہے، جس کی توضیح یہاں ذکر شدہ بحث سے ہوگی اور وہ یہ ہے کہ تدلیس اس شخص کے ساتھ خاص ہے، جو ایسے شخص سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات معروف ہو لیکن اگر وہ شخص اس کا معاصر ہو اور دونوں کے درمیان ملاقات معروف نہ ہو، تو وہ مرسل خفی ہے اور جس شخص نے تدلیس کی تعریف میں معاصرت کو داخل کیا ہے اگر چہ وہ بغیر ملاقات کے ہو، تو اس شخص پر تدلیس کی تعریف میں مرسل خفی کو داخل کرنا لازم آئے گا" حالانکہ صحیح بات دونوں کے درمیان فرق کرنا ہے۔

(ب) مدلّس اور مرسل خفی کی تعریف

مدلّس: وہ حدیث ہے جس میں سقط خفی ہو یعنی راوی اپنے استاذ کو (جس سے حدیث سنی ہے) حذف کرکے مافوق سے (جس سے لقاء تو ہو مگر اس سے یہ حدیث نہ سنی ہو) اس طرح روایت کرے کہ استاذ کا محذوف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہے مثلاً یہ کہے کہ "عن فلان یا قال فلان" (تحفۃ الدرر ص:۲۶)

مُرسل خفی کی تعریف

مرسل خفی وہ حدیث مردود ہے جس میں انقطاع واضح نہ ہو کیونکہ راوی اپنے شیخ کو حذف کرے ایسے ہم عصر شیخ سے روایت کرتا ہے جس سے ملاقات نہیں ہوتی

نوٹ: اس کو خفی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انقطاع ماہرین پر بھی کبھی مخفی رہ جاتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے“۔(تحفۃ الدررص:۲۸)

(ج) توضیح عبارت

اس عبارت سے مؤلفؒ مدلس اور مرسل خفی کے درمیان ”جو باہم یکساں معلوم ہوتا ہے“ فرق ذکر کررہے ہیں کہ تدلیس اس صورت کو کہیں گے جس میں راوی کی مروی عنہ سے ملاقات معروف ومشہور ہو، اور مرسل خفی اس صورت کو کہیں گے جس میں راوی، مروی عنہ کا ہم عصر تو ہو مگر دونوں کی ملاقات مشہور ومعروف نہ ہو۔

”وَمَنْ أَدْخَلَ الخ“ سے صاحب خلاصہ کی طرف اشارہ ہے جس نے اس صورت کو یعنی جس میں راوی مروی عنہ کا صرف ہم عصر ہو دونوں میں ملاقات ثابت نہ ہو تدلیس میں داخل کیا ہے) حافظ صاحبؒ ان کے قول کو رد کررہے ہیں کہ اگر اس صورت کو تدلیس کہیں گے تو تدلیس کی تعریف میں مرسل خفی بھی داخل ہوجائے گی اور دونوں میں تساوی کی نسبت ہوجائیگی حالانکہ صحیح بات جس کو جمہور نے اختیار کیا ہے کہ دونوں نے میں فرق ہے اور دونوں کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہے“

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص/۷۱)

عبارت بااعراب: ”ثُمَّ الْبِدْعَةُ“ وَهِيَ السَّبَبُ التَّاسِعُ مِنْ أَسْبَابِ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي، وَهِيَ إِمَّا أَنْ تَكُوْنَ (بِمُكَفِّرٍ) كَأَنْ يَّعْتَقِدَ مَا يَسْتَلْزِمُ الْكُفْرَ أَوْ (بِمُفَسِّقٍ) فَالأَوَّلُ لَا يَقْبَلُ صَاحِبَهَا الْجُمْهُوْرُ وَقِيْلَ: يُقْبَلُ مُطْلَقًا وَقِيْلَ: إِنْ كَانَ لَا يَعْتَقِدُ حِلَّ الْكَذِبِ لِنُصْرَةِ مَقَالَتِهِ قُبِلَ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) زیر بحث مسئلہ میں جتنے اقوال ذکر کئے گئے ہیں ان کی وضاحت کیجئے اور بتایئے کہ صاحب کتاب نے اس مسئلہ میں کیا تحقیق فرمائی ہیں۔ (ج) اسباب طعن کتنے ہیں شمار کرایئے۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر بدعت ہے، وہ جرح راوی کا نواں سبب ہے اور بدعت یا تو کفر کا باعث ہوگی جیسے ایسی چیز کا اعتقاد رکھنا جو کفر کو مستلزم ہو یا فسق کا سبب ہوگی، پہلی قسم کے بدعتی (کی حدیث) کو جمہور قبول نہیں کرتے ہیں" اور کہا گیا ہے کہ مطلقاً قبول کی جائے گی" اور کہا گیا ہے کہ اگر اپنی بات کی تائید کے لئے جھوٹ کی حلت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو قبول کی جائے گی۔

(ب) پہلی قسم کے بدعتی کی روایت کا حکم مع اختلاف

مصنفؒ نے چار اقوال بیان کئے ہیں (۱) جمہور کے نزدیک مردود ہے (۲) بعض لوگوں کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے، خواہ اپنے مذہب کی تائید وحمایت میں حلتِ کذب کا اعتقاد رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو (۳) کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر اپنے مسلک کی حمایت میں کذب کی حلت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو، تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگر اعتقاد رکھتا ہو تو مردود ہے (۴) علامہ تقی الدین ابن دقیق العید کی تحقیق یہ ہے کہ مطلقاً کسی بھی بدعتی کی روایت مردود نہیں ہوگی کیونکہ ہر فرقے اپنے مخالفین کو بدعتی کہتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایک قدم آگے بڑھ کر ان کی تکفیر بھی کرنے لگتا ہے تو اگر ان کی بات مطلقاً مان لی جائے، تو ہر فرقے کی تکفیر لازم آئے گی، اور سب کی روایتیں مردود ہو جائیں گی لیکن اگر کوئی بدعتی ایسا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہو جو شریعت کی کسی ایسی چیز کا منکر ہو جس کا شریعت میں ہونا متواتر اور بداہۃً معلوم ہو یا جس کا شریعت میں نہ ہونا بدیہی ہو اور وہ اس کے ہونے کا اعتقاد رکھے "جیسے سجود صنم" وغیرہ تو اس کی روایت یقیناً مردود ہوگی۔

اور اگر کوئی بدعتی مذکورہ چیزوں سے متصف نہ ہو ساتھ ساتھ اس کا ضبط ٹھیک ہو اور ورع وتقوی کا حامل بھی ہو، تو اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار نہیں ہونا چاہئے، اسی کو مصنفؒ نے پسند کیا ہے، اور قول معتمد سے متصف کیا ہے۔ (تحفۃ القمر ص ۳۰۰)

(ج) اسباب طعن

وہ دس ہیں (۱) کذب (۲) تہمت کذب (۳) فحش غلط (۴) کثرت غفلت (۵) فسق (۶) وہم (۷) مخالفت ثقات (۸) جہالت (۹) بدعت (۱۰) سوء حفظ۔

سنہ ۱۴۳۵ھ

سوال اول: نخبۃ الفکر (ص/۲۲)

عبارت باعراب: فَالْأَوَّلُ: اَلْفَرْدُ الْمُطْلَقُ كَحَدِيْثِ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ يَنْفَرِدُ بِهِ رَاوٍ عَنْ ذٰلِكَ الْمُنْفَرِدِ كَحَدِيْثِ شُعَبِ الْإِيْمَانِ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَتَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَقَدْ يَسْتَمِرُّ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

التَّفَرُّدُ فِيْ جَمِيْعِ رُوَاتِهٖ أَوْ أَكْثَرِهِمْ وَفِيْ مُسْنَدِ الْبَزَّارِ وَالْمُعْجَمِ الْأَوْسَطِ لِلطَّبَرَانِيِّ أَمْثِلَةٌ كَثِيْرَةٌ لِذٰلِكَ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) فرد مطلق کی تعریف کر کے اسکو مذکورہ مثالوں کے ذریعہ واضح کیجئے۔ (ج) پھر فرد اور غریب کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے ان کے درمیان اگر کوئی فرق ہوتو واضح کیجئے۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیے

ترجمہ: پہلی قسم فرد مطلق ہے جیسے ولاء کو بیچنے اور ہبہ سے ممانعت کرنے کی حدیث اس کو حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار منفرد ہیں، اور کبھی اس کو روایت کرنے میں منفرد سے روایت کرنے والا بھی منفرد ہوجاتا ہے، جیسے ''شعب الایمان'' کی حدیث اس کو روایت کرنے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ابوصالح منفرد ہیں، اور ابوصالح سے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار منفرد ہیں، بسا اوقات تمام یا اکثر رواۃ میں تفرد مسلسل باقی رہتا ہے، ''مسند البزار'' اور طبرانیؒ کی ''المعجم الأوسط'' میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔

(ب) فرد مطلق کی تعریف مع مثال

فرد مطلق: وہ ہے جس کی سند کے شروع میں یعنی طبقۂ تابعین میں غرابت ہو بایں طور کہ صرف ایک ہی تابعی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، جیسے حدیث شریف ''اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ'' (ولاء ایک قرابت ہے نسبی قرابت کی طرح وہ نہ بیچی جاسکتی ہے نہ بخشش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی میراث میں دی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جاسکتی ہے) اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ سے صرف عبداللہ بن دینار (مشہور تابعی) روایت کرتے ہیں، (تحفۃ الدررص ر ۱۴)

فرد مطلق میں جو غرابت اصل سند میں ہوتی ہے وہ کبھی نیچے تک باقی رہتی ہے جیسے ''الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا اله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان''

اس حدیث کا نام حدیث شعب الایمان ہے اس کو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرنے میں ابوصالح منفرد ہیں اور ابوصالح سے روایت کرنے میں عبداللہ بن دینار بھی منفرد ہیں۔

(ج): فرد اور غریب کی لغوی و اصطلاحی تعریف

غریب مشتق ہے غرابت سے، کہا جاتا ہے ''غرب الشخص عن وطنه اى بَعُدَ'' یعنی وہ شخص جو اپنے وطن سے دور رہے۔ اور فرد کے لغوی معنی طاق اور منفرد کے ہیں، (نزھۃ النظر: ص ر ۵۵)

حدیث غریب کی اصطلاحی تعریف:

حدیث غریب وہ ہے جس کا راوی صرف ایک ہو خواہ ہر طبقہ میں ایک ہی ایک ہو، یا کسی بھی طبقہ میں ایک رہ گیا ہو۔

غریب اور فرد میں فرق

لغت کے اعتبار سے تو دونوں لفظ مترادف ہیں مگر محدثین عام طور پر فرد کا لفظ ''فرد مطلق'' کے لئے استعمال کرتے ہیں، فرد نسبی کے لئے لفظ ''فرد'' بہت کم استعمال کرتے ہیں،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس کے لئے زیادہ تر ”غریب“ استعمال کرتے ہیں، یہ اصطلاحی فرق صرف لفظ فرد اور لفظ غریب کے استعمال میں ہے، ان کے مشتقات کے استعمال میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کے لئے ”تَفَرَّدَ بِهٖ فُلَانٌ“ اور ”أَغْرَبَ بِهٖ فُلَانٌ“ استعمال کرتے ہیں، (تحفۃ الدرر: ص ر ۱۴)

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ر ۲۹)

عبارت بااعراب: أَمَّا رُجْحَانُهٗ مِنْ حَيْثُ الْإِتِّصَالِ فَلِاشْتِرَاطِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ الرَّاوِيْ قَدْ ثَبَتَ لَهٗ لِقَاءُ مَنْ رَوٰى عَنْهُ، وَلَوْ مَرَّةً وَاكْتَفٰى مُسْلِمٌ علیہ الرحمۃ بِمُطْلَقِ الْمُعَاصَرَةِ وَأَلْزَمَ الْبُخَارِيَّ رحمه الله بِأَنَّهٗ يَحْتَاجُ اَنْ لَا يَقْبَلَ الْعَنْعَنَةَ اَصْلًا وَمَا اَلْزَمَهٗ بِهٖ لَيْسَ بِلَازِمٍ، لِاَنَّ الرَّاوِيَ اِذَا ثَبَتَ لَهُ اللِّقَاءُ مَرَّةً لَا يَجْرِيْ فِيْ رِوَايَاتِهٖ اِحْتِمَالُ اَنْ لَا يَكُوْنَ قَدْ سَمِعَ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ مِنْ جَرَيَانِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ مُدَلِّسًا، وَالْمَسْئَلَةُ مَفْرُوْضَةٌ فِيْ غَيْرِ الْمُدَلِّسِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر شرط اتصال کے اعتبار سے فوقیت کو دلیل سے واضح کیجئے۔ (ج) امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ پر عنعنہ کے سلسلہ میں کیا چیز لازم کی ہے، اور کیسے اس کی وضاحت کرکے امام بخاری، کی طرف سے اس کا جواب تحریر کیجئے۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور بہر حال صحیح بخاری کا راجح ہونا اتصال سند کے اعتبار سے اس لئے ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کہ (حدیث معنعن کو متصل تسلیم کرنے کے لئے) بخاریؒ نے یہ شرط لگائی ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو، اگر چہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو،

اور امام مسلمؒ نے صرف معاصرت کو کافی قرار دیا ہے، اور اس نے امام بخاریؒ پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ محتاج ہے اس امر کا کہ حدیث معنعن کو بالکل قبول نہ کرے اور جو الزام امام بخاریؒ پر عائد کیا وہ ان پر لازم نہیں آتا کیونکہ جب راوی کی مروی عنہ سے ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت ہو جائے، تو اس کی روایت میں عدم سماع کا احتمال جاری نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اس احتمال کے جاری ہونے سے لازم آئے گا کہ وہ راوی مدلّس ہو حالانکہ مسئلہ غیر مدلّس میں فرض کیا گیا ہے۔

(ب) صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح

اِتصال سند کے اعتبار سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح اس لئے ہے کیونکہ اگر کوئی ایک راوی بصیغۂ عن (جو کہ اتصال کے لئے وضع نہیں کیا گیا ہے) روایت کرے، تو وہ سند متصل ہوگی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے راوی (مُعَنْعِن) مروی عنہ کا معاصر ہوگا یا نہیں اگر معاصر نہیں ہے تو سند متصل نہیں ہوگی، اور اگر معاصر ہو تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو خارج سے عدم اللقاء بین الراوی والمروی عنہ ثابت ہوگا یا نہیں؟ اگر عدم لقاء ثابت ہو تو سند متصل نہیں ہوگی، اور اگر عدم لقاء ثابت نہ ہو، تو دو حال سے خالی نہیں یا تو راوی مدلّس ہوگا یا نہیں، اگر روای مدلّس ہے، تو وہ سند اس وقت تک متصل نہیں ہوگی جب تک کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو جائے، چاہے ایک ہی مرتبہ ہو۔

اور امام مسلمؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ سند متصل ہوگی اگر چہ ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت نہ ہو،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک اسناد مُعنعن کو متصل قرار دینے کے لئے راوی اور مروی عنہ کے درمیان ملاقات شرط ہے جب کہ امام مسلمؒ نے یہ قید نہیں لگائی ہے، لہٰذا اس قید مذکور کی زیادتی صحیح بخاری کے لئے باعث ترجیح ہوگی۔ (تحفۃ القمر: ص/١٢١)

(ج) امام بخاریؒ پر عائد شدہ الزام

امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ پر روایتِ عنعنہ کے سلسلہ میں یہ الزام عائد کیا ہے کہ لقاء کی شرط لگانے کا مقصود یہ ہے کہ عدم سماع کا احتمال ختم ہو جائے اور سماع کا احتمال ظن غالب ہو جائے، پھر امام بخاریؒ کو چاہئے کہ صرف وہ حدیثیں قبول کریں، جن میں ہر راوی نے سماع کی صراحت کی ہو، اور حدیث معنعن کو بالکل قبول نہ کریں نہ اس مُعنعن کو جس میں راوی کی مروی عنہ سے ملاقات نہ ہو اور نہ اس مُعنعن کو جس میں ملاقات ثابت ہو، کیونکہ جس طرح اس معنعن میں عدم سماع کا احتمال باقی ہے جس میں راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو اسی طرح اس معنعن میں بھی عدم سماع کا احتمال باقی ہے جس میں ملاقات ثابت ہو، لہٰذا کوئی بھی حدیثِ مُعنعن قبول نہیں کرنا چاہئے۔

امام بخاریؒ کی طرف سے حافظ ابن حجرؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جب راوی کی مروی عنہ سے ایک مرتبہ ملاقات ثابت ہوگئی تو حسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ہر عنعنہ کو سماع پر محمول کیا جائے اگرچہ عنعنہ سماع اور عدم سماع دونوں کا احتمال رکھتا ہے، کیونکہ اگر سماع پر محمول نہیں کیا جائے، تو لازم آئے گا کہ راوی مدلّس ہو حالانکہ یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ راوی مدلّس نہ ہو، رہا وہ عنعنہ جس کے راوی کا مروی عنہ سے ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت نہ ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس کو سماع پر محمول نہ کیا جائے۔ (تحفۃ القمر: ص/١٢١)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص ر ۴۰)

عبارت بااعراب: وَإِنْ وَقَعَتِ الْمُخَالَفَةُ مَعَ الضَّعْفِ فَالرَّاجِحُ يُقَالُ لَهُ الْمَعْرُوْفُ وَمُقَابِلُهُ يُقَالُ لَهُ الْمُنْكَرُ مِثَالُهُ مَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيْقِ حُبَيِّبِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ "مَنْ أَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصَامَ وَقَرَى الضَّيْفَ دَخَلَ الْجَنَّةَ" قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ هُوَ مُنْكَرٌ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) منکر کی تعریف کیجئے اور مذکورہ مثالوں میں نکارت کی وجہ ظاہر کیجئے (ج) منکر اور شاذ کے درمیان کیا فرق ہے کتاب کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور اگر مخالفت صاحب ضعف کے ساتھ واقع ہو، تو راجح کو ''معروف'' اور اس کے مقابل (مرجوح) کو ''منکر'' کہا جاتا ہے، دونوں کی مثال وہ حدیث ہے جس کو ابن ابی حاتم نے حبیّب ابن حبیب کی سند سے روایت کی ہے، انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے عَیزار بن حُریث سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز قائم کرے زکوۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے، روزہ رکھے اور مہمانوں کی ضیافت کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(ب) منکر کی تعریف

منکر وہ حدیث ہے جس کو ضعیف راوی ثقہ راوی کے خلاف روایت کرے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مثال کی وضاحت مع وجہ نکارت

مثال وہ حدیث ہے جو سوال میں مذکور ہے جس کو حُبیّب بن حبیب ضعیف راوی نے ابو اسحاق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جبکہ ابو اسحاق کے دوسرے شاگرد جو ثقہ ہیں اسی حدیث کو ابن عباسؓ پر موقوفاً روایت کرتے ہیں، اس پر امام ابو حاتمؒ نے فرمایا کہ حبیّب بن حبیب کی حدیث جو مرفوعاً مروی ہے منکر ہے کیوں کہ دوسرے لوگوں نے جو ثقہ ہیں اس کو موقوفاً روایت کیا ہے لہذا موقوف روایت ''معروف'' ہے۔

(ج) منکر اور شاذ کے درمیان فرق

مفہوم کے اعتبار سے شاذ اور منکر کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ مخالفت راوی دونوں میں شرط ہے، لہذا مخالفت کے مفہوم میں دونوں جمع ہو جائیں گے، اور شاذ میں راوی کا ثقہ یا صدوق ہونا ضروری ہے اور منکر میں راوی کا ضعیف ہونا ضروری ہے، لہذا مذکورہ مفہوم میں دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔ (نخبۃ الفکر، متن: ص/۴۰۔ تحفۃ القمر: ص/۱۵۹)

۱۴۳۴ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص:۲۴)

عبارت باعراب: وَخَبَرُ الْاٰحَادِ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مُتَّصِلَ السَّنَدِ غَيْرَ مُعَلَّلٍ وَلَا شَاذٍّ هُوَ الصَّحِيحُ لِذَاتِهِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) خط کشیدہ پانچوں الفاظ کے لغوی و مرادی معنی بیان کیجئے۔ (ج) فوائد قیود کے بیان کے ساتھ صحیح لذاتہ کی مذکورہ تعریف کی وضاحت کیجئے۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور خبر واحد جس کو ایسے ثقات لوگ روایت کریں جن کا ضبط تام ہو اس حدیث کی سند متصل ہو، نیز وہ معلل اور شاذ نہ ہو، وہی صحیح لذاتہ ہے۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے لغوی و مرادی معنی

(۱) **عَدْلٌ:** باب ضرب یضرب کا مصدر یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل، عادل (انصاف کرنے والا) مراد ہے۔ اصطلاح حدیث میں عادل وہ مسلمان شخص ہے (خواہ مرد ہو یا عورت) جس میں ایسی قوت و ملکہ ہو جو اس کو تقویٰ اور مروت کو لازم پکڑنے پر ابھارتی ہے۔

(۲) **ضبط:** ضبط کے لغوی معنی خوب حفاظت کرنا، اچھی طرح سے یاد رکھنا، اور مرادی معنی کسی چیز کو دل ودماغ یا تحریر وغیرہ کے ذریعہ محفوظ کرلینا۔

(۳) **متصل:** ''متصل'' باب افتعال سے اسم فاعل واحد مذکر کا صیغہ ہے بمعنی جوڑنے والا اور یہاں مراد وہ سند ہے، جو مسلسل ہو کوئی راوی سلسلۂ سند سے ساقط نہ ہوا ہو، بلکہ ہر راوی نے اپنے شیخ سے براہ راست حاصل کیا ہو۔

(۴) **معلل:** معلل لغت میں ایسی چیز کو کہتے ہیں جس میں کوئی علت یعنی خرابی ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

محدثین کی اصطلاح میں معلل اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی ظاہری یا مخفی خرابی ہو جو صحتِ حدیث کے لئے نقصاندہ ہو۔

(۵) شاذ: شاذ کے لغوی معنی وہ شخص جو تنہا و منفرد ہو، محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے خواہ اس کا ثقہ ہونا کیفیت کے اعتبار سے ہو یا کمیت کے عتبار سے۔

(ج) فوائد قیود

صحیح لذاتہ کی تعریف میں پانچ قیود ہیں جن میں سے تین وجودی اور دو عدمی

(۱) پہلی قید: راوی کا عادل ہونا ہے، اس سے غیر عادل کی روایت صحیح لذاتہ ہونے سے نکل گئی، مثلاً وہ شخص جس کا ضعف معروف و مشہور ہو، یا وہ مجہول العین یا مجہول الحال ہو۔

(۲) دوسری قید: تام الضبط ہونا، جس سے مغفل کی روایت خارج ہوگئی جو کہ بہت زیادہ غلطی کرتا ہو، وہ اس طرح کہ موقوف کو مرفوع کردے، مرسل کو موصول کردے وغیرہ، اسی طرح قلیل الضبط، راوی کی روایت بھی نکل گئی، کیونکہ اس کی روایت، حسن لذاتہ ہوتی ہے۔

(۳) تیسری قید: متصل السند ہونا، اس سے مرسل، منقطع، معضل اور ان لوگوں کی ذکر کردہ معلق خارج ہوگئی، جنہوں نے اپنی کتاب میں حدیث صحیح ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا ہے۔

(۴) چوتھی قید: معلل نہ ہونا اس سے حدیث معلل خارج ہوگئی۔

(۵) پانچویں قید: شاذ نہ ہونا اس سے شاذ روایتیں خارج ہوگئیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ۴۸)

عبارت بااعراب: فَالسَّقْطُ إِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَبَادِئِ السَّنَدِ أَوْمِنْ اٰخِرِهٖ بَعْدَالتَّابِعِيِّ "فَالْأَوَّلُ" اَلْمُعَلَّقُ ، وَالثَّانِيْ ، هُوَالْمُرْسَلُ، وَالثَّالِثُ إِنْ كَانَ بِاثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مَعَ التَّوَالِيْ، فَهُوَ الْمُعْضَلُ، وَإِلَّا بِأَنْ كَانَ السَّقْطُ إِثْنَيْنِ غَيْرَ مُتَوَالِيَيْنِ فِيْ مَوْضِعَيْنِ مَثَلًا، فَهُوَ الْمُنْقَطِعُ، وَكَذَا إِنْ سَقَطَ وَاحِدٌ فَقَطْ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ إِثْنَيْنِ لٰكِنَّ بِشَرْطِ عَدَمِ التَّوَالِيْ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے عبارت میں مذکورہ چاروں اقسام کی وضاحت کیجیے۔

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر سقط یا تو ابتدائے سند میں ہوگا، (مصنف کے تصرف سے) یا آخر سند میں ہوگا تابعی کے بعد پس اوّل "معلق" ہے اور دوم "مرسل" ہے اور تیسری قسم، اگر سقط دو یا زیادہ راوی مسلسل ہو تو وہ معضل ہے اور اگر اس طرح نہ ہو بایں طور کہ مثلاً سقوط دو کا دو جگہوں میں ہو لگاتار نہ ہو، تو وہ منقطع ہے، اسی طرح (منقطع ہے) اگر صرف ایک راوی حذف ہو یا دو سے زیادہ راوی حذف ہوں، لیکن لگاتار نہ ہونے کی شرط کے ساتھ۔

(ب) عبارت کا مطلب

اس مقام سے مصنفؒ سقط جو کہ اسباب رد میں سے ہے اس کا ذکر کر رہے ہیں، پھر سقط یا تو مصنف کے تصرف سے ابتداء سند میں ہوگا یا آخر سند میں تابعی کے بعد ہوگا یا اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے علاوہ کوئی صورت ہوگی، تو اوّل کا نام معلق ہوگا برابر ہے خواہ ساقط ہونے والا ایک ہو یا زائد، اور دوسری قسم جس کے آخر میں تابعی کے بعد کوئی راوی ساقط وہ ''مرسل'' ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ تابعی خواہ صغیر ہو یا کبیر یہ کہے قال رسول اللہ ﷺ کذا یا فعل کذا، یا فُعِلَ بحضرته کذا۔ یا اس کے مثال، اور سقوط اسناد کی تیسری قسم یہ ہے کہ مسلسل دو یا دو سے زائد راوی ساقط ہوں، تو یہ معضل ہے اگر ایسا نہ ہو بلکہ دو راوی دو مقام سے ساقط ہوں تو وہ منقطع ہے، اسی طرح ایک راوی ساقط ہو یا دو سے زائد راوی ساقط ہوں مگر عدم مسلسل کی شرط کے ساتھ تو یہ قسم بھی منقطع ہے۔

عبارت میں ذکر شدہ اقسام اربعہ کی توضیح

قسم اوّل: ''معلق'' وہ حدیث مردود ہے جس کی سند کے آغاز سے مصنف کتاب ایک یا زیادہ روات حذف کر دیئے ہوں۔

قسم ثانی: ''مرسل'' وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد کوئی راوی حذف ہو، اور تابعی نے حدیث کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کر دی ہو (خواہ وہ تابعی بڑے رتبے کا ہو، یا چھوٹے درجے کا ہو) مثلاً: کسی حدیث کی سند کا تابعی کہے، آپ ﷺ نے یہ کہا، یہ کیا، اور آپ کی موجودگی میں ایسا کیا گیا وغیرہ۔

قسم ثالث: ''معضل'' وہ حدیث مردود ہے جس میں اولیت اور آخریت کی قید کے بغیر کسی بھی مقام سے دو یا زیادہ روات مسلسل حذف ہو گئے ہوں اس میں دو چیزیں ملحوظ ہے ایک یہ کہ ایک سے زیادہ روات حذف ہوں دوسری یہ کہ مسلسل اور لگاتار حذف ہوں مختلف جگہوں سے نہ ہوں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چوتھی قسم: ''منقطع'' وہ حدیث مردود ہے جس کی سند سے ایک یا زیادہ روات حذف ہوں مگر مسلسل نہ ہوں، خواہ یہ حذف ابتداء سے ہو یا وسط سے یا انتہاء سے ہو۔

سنہ ۱۴۳۳ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص:۸)

عبارت باعراب: ''فَإِذَا جَمَعَ هٰذِهِ الشُّرُوْطَ الأَرْبَعَةَ، وَهِيَ عَدَدٌ كَثِيْرٌ أَحَالَتِ الْعَادَةُ تَوَاطُئَهُمْ أَوْ تَوَافُقَهُمْ عَلَى الْكَذِبِ'' رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ مِثْلِهِمْ مِنَ الاِبْتِدَاءِ إِلَى الْإِنْتِهَاءِ، وَكَانَ مُسْتَنَدُ إِنْتِهَائِهِمُ الْحِسَّ، وَإِنْضَافَ إِلَى ذٰلِكَ أَنْ يَصْحَبَ خَبَرَهُمْ إِفَادَةُ الْعِلْمِ لِسَامِعِهِ فَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ، وَمَا تَخَلَّفَتْ إِفَادَةُ الْعِلْمِ عَنْهُ، كَانَ مَشْهُوْرًا فَقَطْ، فَكُلُّ مُتَوَاتِرٍ مَشْهُوْرٌ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے شروط اربعہ کی تعیین کیجئے، اور بتائیے کہ متواتر اور مشہور میں کونسی نسبت ہے۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پس جب خبر ان چاروں شرطوں کو جمع کرے، وہ شرطیں یہ ہیں، عدد کثیر ہونا، جن کے کذب پر اتفاق کو عادت محال قرار دے، اس کو ابتداء سے لیکر انتہا تک اپنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مثل رواۃ سے بیان کریں، اور ان کا مدار کسی امر محسوس پر ہو اور ان چاروں شرطوں کے ساتھ ساتھ سامع کے لئے ان کی خبر کا مفید یقین ہونا ہم دست ہو جائے تو یہی خبر متواتر ہے، اور جو خبر مفید یقین ہونے سے قاصر ہو، وہ صرف مشہور ہے، لھذا ہر متواتر مشہور ہے اسکا برعکس نہیں ہے۔

(ب) عبارت کا مطلب اور شروط اربعہ کی تعیین

اس مقام سے مؤلفؒ خبر متواتر کی شرطوں کی تفصیل کر رہے ہیں کہ اس کے لئے چار شرطیں ہیں (۱) سند کا کثیر غیر محصور ہونا (۲) رواۃ کا اس قدر اور ایسا ہونا کہ ان کے جھوٹ پر اتفاق اور بلا قصد جھوٹ کے صدور کو عادت محال قرار دے (۳) ہر طبقے میں یعنی ابتداء وسط اور انتہاء میں یہ کثرت اور کیفیت باقی رہے اور کوئی کمی اس میں نہ آئے لہذا اگر اس میں زیادتی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ زیادتی تو عین مطلوب ہے۔

(۴) روایت کا منتہی امر محسوس ہو یعنی ابتدائی رواۃ کسی چیز کو دیکھنا یا سننا بیان کریں، وہ خبر ایسی نہ ہو جو کہ عقل سے ثابت ہو سکتی ہو، جیسے اللہ تعالی کا وجود اور ان کی صفات کا قدیم ہونا وغیرہ۔

پس جب کسی خبر میں یہ چار شرطیں جمع ہو جائیں اور ساتھ ساتھ اس خبر سے سامع کے لئے علم یقین حاصل ہو تو ایسی خبر کو ''متواتر'' کہا جائے گا اور جو خبر مفید یقین ہونے سے قاصر ہے وہ صرف مشہور ہے'' تو گویا مصنفؒ کے نزدیک متواتر کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔

متواتر اور مشہور کے درمیان نسبت

متواتر اور مشہور کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، متواتر خاص ہے، اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مشہور عام ہے، چنانچہ ہر متواتر مشہور ہے، اور ہر مشہور متواتر نہیں، یعنی ”کُلّ مُتَوَاتِرٍ مَشْهُوْرٌ وَلَيْسَ كُلّ مَشْهُوْرٍ مُتَوَاتِرًا“۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/۲۶)

عبارت بااعراب: وَتَتَفَاوَتُ رُتَبُهُ أي الصَّحِيْحُ بِسَبَبِ تَفَاوُتِ هٰذِهِ الأَوْصَافِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلتَّصْحِيْحِ فِي الْقُوَّةِ، فَإِنَّهَا لَمَّا كَانَتْ مُفِيْدَةً لِغَلَبَةِ الظَّنِّ الَّذِيْ عَلَيْهِ مَدَارُ الصِّحَّةِ إِقْتَضَتْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهَا دَرَجَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ بِحَسَبِ الْأُمُوْرِ الْمُقَوِّيَةِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے (ب) صحیح لذاتہ کی تعریف کر کے مطلب لکھئے اور بتائیے کہ ”هٰذه الأوصاف“ سے کون سے اوصاف مراد ہیں۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور صحیح لذاتہ کے درجے متفاوت مختلف ہوتے ہیں ان اُوصاف کے قوت میں متفاوت ہونے سے جو تصحیح کا تقاضہ کرتے ہیں، کیونکہ جب وہ اوصاف اس غلبۂ ظن کا فائدہ دیتے ہیں جن پر صحت کا مدار ہے، تو وہ اوصاف اس بات کا بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ صحت کے مختلف درجات ہوں، امور مقویہ کے اعتبار سے بعض بعض سے اوپر ہو۔

(ب) صحیح لذاتہ کی تعریف

صحیح لذاتہ وہ مقبول خبر واحد ہے جس کو ایسے عادل حضرات روایت کریں جن کا ضبط تام ہو، اس حدیث کی سند متصل ہو اور وہ حدیث معلل اور شاذ نہ ہو جیسے ”قال البخاریؒ حدثنا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شهاب عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابیه قال سمعت رسول اللہ ﷺ قرء في المغرب بالطور ''(بخاری شریف)

عبارت کا مطلب

''حدیثِ صحیح لذاتہ'' درجات میں تمام برابر نہیں ہیں چونکہ جن اوصاف کی وجہ سے حدیث، صحیح لذاتہ ہوتی ہے وہ اوصاف مختلف درجات کے ہیں اس لئے صحیح لذاتہ کے درجات بھی مختلف ہونگے، وہ اوصاف جس حدیث میں جس قدر اعلی ہونگے اس حدیث کا درجہ بھی اتنا ہی بلند ہوگا، مصنفؒ کے الفاظ میں اس کو یوں سمجھئے کہ حدیث کی صحت کا مدار اس پر ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے حدیث کی تصحیح کی جاتی ہے، ان کے متعلق ظن غالب ہوجائے کہ وہ فلاں حدیث میں پائے جارہے ہیں اور وہ اوصاف تمام برابر درجے کے نہیں ہیں لہذا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام ''حدیث صحیح'' بھی برابر درجے کی نہ ہوں، بلکہ جس حدیث میں جس قدر مضبوط اوصاف ہونگے اس حدیث کا مقام بھی اسی قدر زیادہ بلند ہوگا۔ (تحفۃ القمر ۹٦)

''هذه الأوصاف'' کی تعیین

هذه الأوصاف سے مراد عدالت وتمامیتِ ضبط اور وہ تمام صفات جو صحیح لذاتہ میں معتبر ہیں۔

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص ر ۷۴)

عبارت بالاعراب: وَمَتٰى تُوْبِعَ السَّيِّئُ الْحِفْظِ بِمُعْتَبَرٍ كَأَنْ يَّكُوْنَ فَوْقَهٗ اَوْمِثْلَهٗ لَادُوْنَهٗ، وَكَذَا الْمُخْتَلِطُ الَّذِیْ لَايَتَمَيَّزُ وَالْمَسْتُوْرُ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَالْإِسْنَادُ الْمُرْسَلُ وَكَذَا الْمُدَلَّسُ إِذَا لَمْ يُعْرَفِ الْمَحْذُوفُ مِنْهُ صَارَ حَدِيثُهُمْ حَسَنًا لَا لِذَاتِهِ، بَلْ وَصْفُهُ بِذٰلِكَ بِاعْتِبَارِ الْمَجْمُوعِ مِنَ الْمُتَابِعِ وَالْمُتَابَعِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے (ب) عبارت کی ایسی تشریح کیجئے کہ حسن لغیرہ کی تعریف اور اس کی مذکورہ قسمیں الگ الگ واضح ہو جائیں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور جب موافقت کی جائے خراب یادداشت والا راوی کسی معتبر راوی کے ذریعہ مثلاً یہ کہ اس کے اوپر کے درجے کا ہو یا برابر کا ہو، اس سے کم درجے کا نہ ہو، اور اسی سیئ الحفظ کی طرح وہ مختلط بھی ہے جس کی اختلاط سے قبل اور بعد کی حدیثیں ممتاز نہ ہوں اور اسی طرح مستوالحال، اور وہ سند جس میں ارسال ہو اور اسی طرح حدیث مدلس جبکہ اس کے محذوف کا علم نہ ہو، ان حضرات کی احادیث ''حسن'' ہو جاتی ہے حسن لذاتہ نہیں، بلکہ اس کو حسن کے ساتھ متصف کرنا متابع (بالکسر) اور متابع (بالفتح) کے مجموعے کے اعتبار سے ہے۔

(ب) توضیح عبارت

اس مقام سے مؤلف ''سوء حفظ'' اسی طرح مختلط، مستور، مرسل وغیرہ کے معتبر متابع مل جانے کا حکم بیان کر رہے ہیں۔

حسن لغیرہ، وہ حدیث ہے جس میں حسن ذاتی نہ ہو، یعنی وہ خود بخود تو ''حسن'' نہ ہو، کیونکہ اس کے راوی میں یا اسناد حدیث میں کوئی معمولی خرابی پائی جاتی ہے مگر کچھ ایسی خارجی تائیدات مل گئی ہیں جن کی وجہ سے اس نقصان کی تلافی ہو گئی ہے، اس لئے اس مجموعۂ متابع ومتابَع کی وجہ سے ''حسن'' قرار دیا جاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حسن لغیرہ کی چار صورتیں، چار حدیثیں جن میں معمولی خرابی ہوتی ہے متابعت کی وجہ سے حسن لغیرہ بن جاتی ہے، (۱) وہ حدیث جس کے کسی راوی کی یادداشت خراب ہے جب اس کا کوئی معتبر متابع مل جائے تو وہ حَسَن لغیرہ بن جاتی ہے۔

(۲) وہ حدیث جس کا کوئی راوی مستور یعنی مجہول الحال ہے جب اس کا کوئی معتبر متابع مل جائے تو وہ بھی حسن لغیرہ بن جائے گی۔

(۳) وہ حدیث جس کی اسناد مرسل ہے جب اس کا کوئی معتبر متابع مل جائے تو وہ بھی حسن لغیرہ بن جائے گی۔

(۴) وہ حدیث جس کی اسناد میں تدلیس کی گئی ہے اور محذوف راوی کا پتہ نہیں چل رہا ہے جب اس کا کوئی معتبر متابع مل جائے تو وہ بھی "حسن لغیرہ" بن جائے گی۔

۱۴۳۲ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص/۴)

عبارت باعراب: وَاِعْتَنٰى بِتَصَانِيْفِ الْخَطِيْبِ الْمُتَفَرِّقَةِ فَجَمَعَ شَتَاتَ مَقَاصِدِهَا وَضَمَّ إِلَيْهَا مِنْ غَيْرِهَا نُخَبَ فَوَائِدِهَا فَاجْتَمَعَ فِيْ كِتَابِهٖ مَا تَفَرَّقَ فِيْ غَيْرِهٖ فَلِهٰذَا عَكَفَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَسَارُوْا بِسَيْرِهٖ فَلَا يُحْصٰى كَمْ نَاظِمٍ لَهٗ وَمُخْتَصِرٍ وَمُسْتَدْرِكٍ عَلَيْهِ وَمُعَارِضٍ لَهٗ وَمُنْتَصِرٍ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے (ب) "إعتنى" کی ضمیر کا مصداق متعین کرتے ہوئے مطلب لکھئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب: (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظ فرمائیں

ترجمہ: حافظ ابن اصلاح ؒ خطیب بغدادی کی مختلف تصنیفوں کی طرف متوجہ ہوا ، پھران کے منتشر مواد کو اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ دوسری کتابوں سے چیدہ چیدہ فوائد بھی شامل کردیئے، چنانچہ دوسری کتابوں میں جو باتیں بکھری پڑی تھیں، وہ سب ابن صلاح کی کتاب میں مجتمع ہوگئیں، اسی لئے لوگوں (محدثین) کی توجہ اس کی طرف جھک گئی، اور لوگ ان کی نہج پر چلنے لگے، تو شمار نہیں کیا جاسکتا کہ کتنے لوگوں نے اس کو نظم اور مختصر کیا، کتنوں نے اس کا تکملہ اور اقتصار کیا اور کتنوں نے اس کی مخالفت کی اور بہتوں نے اس کی معاونت کی۔

(ب) توضیح عبارت مع مصداق ضمیر ''إعتنی''

فعلِ ''إعتنی'' کی ضمیر کا مصداق حافظ ابن صلاحؒ ہیں، یعنی انہوں نے علم حدیث کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی جو ''مقدمۂ ابن صلاح'' سے لوگوں کے درمیان معروف ہوئی، اس کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ اس کے تمام مباحث منقّح اور مہذّب ہیں اور اس سے بھی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب جامع المتفرقات ہے، اس لئے کہ خطیب بغدادیؒ کی متفرق کتابوں میں جو مضامین منتشر تھے، ان کو حافظ ابن صلاحؒ نے اکٹھا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ خطیب بغدادی کی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں سے عطر کشید کرکے ساتھ ملادیا، ان خصوصیات کی بنا پر محدثین نے اصول حدیث میں مستقل کتابیں لکھنا ترک کردیا بلکہ تمام لوگ ''مقدمۂ ابن صلاح'' کو پکڑ کر بیٹھ گئے اور اس کے نقش قدم پر چلنے لگے۔

اور پھر اس کی مختلف انداز سے خدمت کی، کسی نے اس کے مضامین کو نظم میں پیش کیا جیسے علامہ عراقیؒ ''الفیۃ الحدیث'' کے اندر اور کتنوں نے اس کا اختصار یعنی اس کے تمام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مضامین کو پہلے سے کم الفاظ میں بیان کیا جیسے حافظ ابن کثیرؒ نے ''اختصار علوم الحدیث'' کے انداور بہت حضرات نے اس کا استدراک یعنی جو باتیں ان سے چھوٹ گئی تھیں ان کی تلافی کردی، جیسے حافظ ابن مغلطائی ''اصلاح ابن صلاح'' کے اندر، اور ایک بڑی تعداد نے ان کی مخالفت کی یا تو اس طرح کے ان کے مقابلہ میں ان کی جیسی کتاب تصنیف کی ہو جیسے ابن ابی الدّم یا تو اس طرح کہ الفاظ ومعانی پر اعتراض کیا جیسے حافظ ابن حجرؒ نے النکت علی ابن الصلاح'' کے اندر اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں جنہوں نے ابن الصلاحؒ کی کتاب پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دے کر ان کی نصرت وحمایت کی، جیسے: مصنف ابن حجرؒ نے ''اَلتَّقْیِیْدُ وَالْإِیْضَاحُ لِمَا أُطْلِقَ وَأُغْلِقَ مِنْ کِتَابِ اِبْنِ الصَّلاحِ'' کے اندر۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ۲۲)

عبارت بالاعراب: ثُمَّ الغَرَابَةُ اِمَّا اَنْ تَکُوْنَ فِیْ اَصْلِ السَّنَدِ اَوْلَا، فَالاَوَّلُ: اَلْفَرْدُ الْمُطْلَقُ کَحَدِیْثِ النَّهْيِ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ، تَفَرَّدَ بِهٖ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَقَدْ یَنْفَرِدُ بِهٖ رَاوٍ عَنْ ذٰلِکَ الْمُنْفَرِدِ کَحَدِیْثِ شُعَبِ الْإِیْمَانِ تَفَرَّدَ بِهٖ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ وَتَفَرَّدَ بِهٖ عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ (وَالثَّانِیْ) اَلْفَرْدُ النِّسْبِیُّ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) مطلب لکھتے ہوئے ''حدیث النھی عن بیع الولاء'' اور حدیث ''شعب الایمان'' میں غرابت کی وضاحت کیجئے۔ (ج) فرد نسبی کی تعریف کیجئے۔

جواب: ''الف'' اور ''ب'' کا جواب ۱۴۳۵ھ کے سوال اوّل میں گذر چکا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) فرد نسبی کی تعریف

فرد نسبی وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں غرابت ہو بایں طور کہ اس حدیث کو صحابی سے ایک سے زیادہ تابعی روایت کرے مگر تابعین کے بعد کسی طبقے میں کوئی راوی منفرد ہو۔

سوال ثالث: (نخبۃ الفکر: ص ر ۸۴)

عبارت باعراب: وَيَبْقٰى بَيْنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ طَبَقَةٌ اُخْتُلِفَ فِيْ إِلْحَاقِهِمْ بِأَيِّ الْقِسْمَيْنِ، وَهُمُ الْمُخَضْرَمُوْنَ الَّذِيْنَ أَدْرَكُوا الْجَاهِلِيَّةَ وَالْإِسْلَامَ وَلَمْ يَرَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَدَّهُمْ إِبْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الصَّحَابَةِ وَادَّعٰى عِيَاضٌ وَغَيْرُهٗ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ يَقُوْلُ إِنَّهُمْ صَحَابَةٌ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) صحابی اور تابعی کی تعریف لکھتے ہوئے مطلب لکھئے اور مخضرم کی مثال پیش کر کے بتایئے کہ مخضرمین کو صحابہ کہا جائے گا یا تابعی صحیح قول کیا ہے۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: صحابہ اور تابعین کے درمیان ایک طبقہ باقی ہے جسکے متعلق اختلاف ہے کہ دونوں قسموں میں سے کس کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا جائے، اور وہ طبقہ مخضرمین کا ہے جنہوں نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں پایا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ان کو نہیں ہوا ہے، چنانچہ حافظ ابن عبدالبرؒ نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، قاضی عیاض وغیرہ نے یہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دعویٰ کیا کہ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ وہ صحابہ ہیں۔

(ب) صحابی کی تعریف

(۱) صحابی وہ ہے جس نے آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو، اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو، (۲) صحابی ہر وہ مسلمان ہے جس نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو اور اسلام ہی پر اس کی وفات ہوئی ہو۔

تابعی کی تعریف:

تابعی وہ مسلمان ہے جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

توضیح عبارت

اس مقام سے مؤلفؒ مخضرمین کے صحابہ ہونے اور نہ ہونے میں جو اختلاف ہے بیان کر رہے ہیں کہ آیا اس کو صحابہ میں شمار کیا جائے گا یا تابعین میں۔

اور مؤلفؒ نے یہ بھی فرمایا کہ حافظ ابن عبدالبر نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں یہ لوگ صحابی ہیں حالانکہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

مخضرمین کی مثال

(۱) جُبیر بن نُفیر (۲) زید بن وہب (۳) سُوید بن غفلہ وغیرہ۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مخضر مین کا تذکرہ طبقۂ صحابہ میں کیا جائے یا طبقۂ تابعین میں

یہ بات تو قطعی ہے کہ ان حضرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چونکہ نہیں ہوا تھا اس لئے وہ صحابہ نہیں اور غالب گمان یہی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی ملاقات متعدد صحابۂ کرام سے ہوئی ہے، اس لئے تابعین ہیں، لیکن چونکہ یہ عام تابعین کی طرح نہیں ہیں، اس لئے ان کے متعلق اختلاف ہو گیا کہ ان کو کس طبقہ میں ذکر کیا جائے صحابہ کے طبقہ میں ان کا تذکرہ کیا جائے اس لئے کہ صحابہ کی طرح یہ بھی قرنِ اوّل کے ہیں یا تابعین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا جائے اس لئے کہ یہ صحابہ نہیں ہیں۔

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ نے اپنی کتاب ''الإستيعاب في معرفة الأصحاب'' میں مخضر مین کا بھی تذکرہ لکھا ہے، جب کہ وہ صحابہ کے تذکرہ کے لئے تصنیف کی گئی ہے، اس طرز عمل سے قاضی عیاض اور بعض محدثین کو دھوکہ ہو گیا، اور انہوں نے یہ دعویٰ کر دیا کہ ابن عبد البر مخضر مین کو صحابہ کہتے ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان کو طبقۂ صحابہ میں ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے نزدیک مخضر مین صحابہ ہیں، بالخصوص اس وقت جبکہ ابن عبد البر نے اس کتاب کے مقدمہ میں یہ تصریح کر دی ہے کہ ''میں نے مخضر مین کا تذکرہ اس کتاب کے اندر اس لئے کیا ہے تاکہ میری یہ کتاب قرن اول کے تمام لوگوں کو محیط ہو جائے۔

قول صحیح: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ طبقۂ صحابہ کے بعد مخضر مین کا ذکر کبار تابعین میں کیا جائے گا، خواہ ان میں سے کسی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان تھا جیسے نجاشیؒ یا نہ معلوم ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سنہ ۱۴۳۱ھ

سوال اول: (نخبۃ الفکر ص ر ۳)

عبارت بااعراب: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ التَّصَانِيْفَ فِي اِصْطِلَاحِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قَدْ كَثُرَتْ لِلْاَئِمَّةِ فِي الْقَدِيْمِ وَالْحَدِيْثِ فَمِنْ أَوَّلِ مَنْ صَنَّفَ فِي ذٰلِكَ الْقَاضِي أَبُوْ مُحَمَّدٍ الرَّامَهُرْمُزِيُّ كِتَابَهُ "اَلْمُحَدِّثَ الْفَاصِلَ" لٰكِنَّهُ لَمْ يَسْتَوْعِبْ وَالْحَاكِمُ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ لٰكِنَّهُ لَمْ يُهَذِّبْ وَلَمْ يُرَتِّبْ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے (ب) اصول حدیث کی اور بھی کتابوں کا ذکر کیجیے اور بتایئے کہ ان میں سے کس کتاب کی جانب علماء نے سب سے زیادہ توجہ دی؟

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ کے بعد، اس میں شک نہیں کہ محدثین کی اصطلاح میں ائمہ متقدمین ومتاخرین کی تصانیف بکثرت ہیں، چنانچہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے سب سے پہلے اس فن میں تصنیف کی، قاضی ابو محمد رامہرمزی ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "اَلْمُحَدِّثُ الْفَاصِلُ" لکھی، لیکن انہوں نے (تمام فنون کا) احاطہ نہیں کیا، اور حاکم ابو عبداللہ نیساپوری بھی ہیں، لیکن انہوں نے منقح اور مرتب نہیں کیا (تحفۃ القمر: ص ۲۱)

توضیح عبارت

اصول حدیث کی چند کتابیں ایسی ہیں جن میں اصول حدیث کے متعدد مسائل سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بحث کی گئی ہے، جیسے امام شافعیؒ کی ''الرسالہ'' اور امام مسلمؒ کی ''مقدمہ مسلم'' وغیرہ، لیکن اس فن کی وہ مستقل تصنیفیں نہیں ہیں، اس کام کا مستقل آغاز تو چوتھی صدی ہجری میں ہوا، اس صدی میں بہت حضرات نے مستقل طور پر قلم اٹھایا، جن میں قاضی ابو محمد رامہرمزی بھی ہیں، رہی یہ بات کہ سب سے پہلے حقیقتاً کس نے یہ کام کیا اس کا علم یقین کے ساتھ مصنفؒ کو نہیں ہوسکا، اس لئے وہ تعبیر اختیار کی ہے کہ جن لوگوں کے سب سے پہلے مستقل کتاب تصنیف کی ہے، ان میں قاضی ابو محمد رامہرمزی اور حاکم ابو عبداللہ ہیں اوّل الذکر کی کتاب کا نام ''اَلْمحَدِّثُ الْفَاصِلُ بَیْنَ الرَّاوِیْ وَالْوَاعِیْ'' ہے اور ثانی الذکر کی کتاب کا نام ''مَعْرِفَةُ عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ'' ہے جو غیر منقح اور بے ترتیب ہے۔

(ب) اصول حدیث کی اور چند کتابوں کے نام

اصول حدیث کے متعلق تصنیف شدہ اور بھی چند کتابوں کے نام (۱) ''الْکِفَایَةُ فِيْ عِلْمِ الرِّوَایَةِ'' جس کو خطیب ابوبکر البغدادیؒ نے روایت کے اصول وضوابط سے متعلق لکھی ہے، (۲) ''الْجَامِعُ لِآدَابِ الشَّیْخِ وَالسَّامِعِ'' اس کو بھی خطیب بغدادیؒ نے روایت کے طور و طریقوں سے متعلق لکھی ہے (۳) اَلْإِلْمَاعُ إِلٰی مَعْرِفَةِ الرِّوَایَةِ وَتَقْیِیْدِ السَّمَاعِ'' قاضی عیاضؒ کی، (۴) ''مَالَا یَسَعُ الْمُحَدِّثَ جَهْلُهٗ'' ابو حفص میانجیؒ کی (۵) ''مقدمۂ ابن الصلاح'' حافظ ابن الصلاحؒ کی۔

ان میں سے حافظ ابن الصلاح کی دوسری کتاب ''مقدمہ ابن الصلاح'' کی طرف علماء نے سب سے زیادہ توجہ دی۔ (تحفۃ القمر: ص ۲۲)

سوال ثانی: (نخبۃ الفکر: ص ۲۶)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عبارت باعراب: وَتَتَفَاوَتُ رُتَبُهُ أي الصَّحِيْحُ بِسَبَبِ تَفَاوُتِ هٰذِهِ الأَوْصَافِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلتَّصْحِيْحِ فِي الْقُوَّةِ، فَإِنَّهَا لَمَّا كَانَتْ مُفِيْدَةً لِغَلَبَةِ الظَّنِّ الَّذِيْ عَلَيْهِ مَدَارُ الصِّحَّةِ إِقْتَضَتْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهَا دَرَجَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ بِحَسَبِ الْأُمُوْرِ الْمُقَوِّيَةِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ ومطلب لکھئے (ب) مصنفؒ نے صحیح کے جو تین مراتب بیان کئے ہیں آپ انہیں تحریر کیجئے۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور صحیح لذاتہ کے درجے متفاوت مختلف ہوتے ہیں ان أوصاف کے قوت میں متفاوت ہونے سے جو تصحیح کا تقاضہ کرتے ہیں، کیونکہ جب وہ اوصاف اس غلبۂ ظن کا فائدہ دیتے ہیں جن پر صحت کا مدار ہے، تو وہ اوصاف اس بات کا بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ صحت کے مختلف درجات ہوں، امور مقویہ کے اعتبار سے بعض بعض سے اوپر ہو۔

توضیح عبارت

''حدیثِ صحیح لذاتہ'' درجات میں تمام برابر نہیں ہیں چونکہ جن اوصاف کی وجہ سے حدیث صحیح لذاتہ ہوتی ہے وہ اوصاف مختلف درجات کے ہیں اس لئے صحیح لذاتہ کے درجات بھی مختلف ہونگے، وہ اوصاف جس حدیث میں جس قدر اعلی ہونگے اس حدیث کا درجہ بھی اتنا ہی بلند ہوگا، مصنفؒ کے الفاظ میں اس کو یوں سمجھئے کہ حدیث کی صحت کا مدار اس پر ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے حدیث کی تصحیح کی جاتی ہے، ان کے متعلق ظن غالب ہوجائے کہ وہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فلاں حدیث میں پائے جارہے ہیں اور وہ اوصاف تمام برابر درجے کے نہیں ہیں لہذا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام "حدیث صحیح" بھی برابر درجے کی نہ ہوں، بلکہ جس حدیث میں جس قدر مضبوط اوصاف ہونگے اس حدیث کا مقام بھی اسی قدر زیادہ بلند ہوگا۔ (تحفۃ القمر (۹۶)

(ب) صحیح لذاتہ کے مراتب ثلاثہ

مصنفؒ بطور تمثیل تین مراتب کا تذکرہ کیا ہے، جن میں بعض بعض سے اعلی ہے،

(۱) پہلے مرتبہ میں وہ سندیں ہیں جن کو محدثین نے اصح الاسانید کہا ہے جیسے "زهري عن سالم بن عبدالله عن عبد الله بن عمر" (۲) دوسری مرتبہ کی سند، جیسے "بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بن أبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيْهِ أَبِي مُوْسَى" ہے۔

(۳) اور تیسری مرتبہ کی سند "سُهَيْل بن أبي صالحٍ عن أبيه عن ابي هريرة رضی اللہ عنہ"

سوال ثالث: (نخبۃ الفکر: ص ۶۸)

عبارت بالاعراب: فَإِنْ خَفِيَ الْمَعْنٰى بِأَنْ كَانَ مُسْتَعْمَلًا بِقِلَّةٍ أُحْتِيْجَ إِلٰى كُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ فِيْ شَرْحِ الْغَرِيْبِ، وَإِنْ كَانَ اللَّفْظُ مُسْتَعْمَلًا بَكَثْرَةٍ لٰكِنْ فِيْ مَدْلُوْلِهٖ دِقَّةٌ أُحْتِيْجَ إِلَى الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ فِيْ شَرْحِ مَعَانِيْ الأَخْبَارِ وَبَيَانِ الْمُشْكِلِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے (ب) "غریب الحدیث" اور "مشکل الحدیث" کی تعریف کر کے ان دونوں موضوعات پر لکھی گئی چند کتابوں کے نام لکھئے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: تو اگر معنی پوشیدہ ہو (واضح نہ ہو) اس وجہ سے کہ لفظ کا استعمال کم ہوتا ہو، تو ان کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے جو غریب یا نامانوس الفاظ کی تشریح میں لکھی گئی ہیں، اور اگر لفظ کا استعمال زیادہ ہو لیکن اس کے مفہوم میں دقت اور پیچیدگی ہو تو حدیث کے معانی کی شرح اور مشکل احادیث کی وضاحت میں تصنیف شدہ کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

(ب) غریب الحدیث کی تعریف

متن حدیث میں پایا جانے والا وہ لفظ ہے جس کا معنی قلتِ استعمال کی وجہ سے نامانوس اور غیر واضح ہو، اس موضوع پر تصنیف شدہ چند کتابیں جیسے (۱) ''غَرِیْبَیْن'' ابوعبید ہرویؒ کی (۲) ذَیْلُ الْغَرِیْبَیْن'' حافظ ابوموسیٰ مدینیؒ کی (۳) ''غَرِیبُ الحَدِیثُ'' حافظ ابن قتیبہ دینوریؒ کی (۴) ''مَجمَعُ الْغَرَائِبِ'' علامہ خطّابیؒ کی۔ (تحفۃ القمر: ص/۲۸)

مشکل الحدیث کی تعریف

وہ متن حدیث ہے جس کی مراد بادیٔ النظر میں واضح نہ ہو، اس فن پر تصنیف شدہ چند کتابیں جیسے (۱) ''امام طحاوی علیہ الرحمۃ کی ''مشکل الآثار'' (۲) امام خطابیؒ کی ''مَعَالِمُ السُّنَن'' (۳) امام فورکؒ کی ''مشکل الحدیث وبیانہ'' (۴) اور حافظ ابوعمر بن عبدالبرؒ کی ''أَلْإِستِذْکَارُ'' (تحفۃ القمر: ص/۲۸۱)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سنہ ۱۴۳۰ھ

سوال اوّل (نخبۃ الفکر: ص ۱۰)

عبارت بااعراب: اَلْمُتَوَاتِرُ وَهُوَ الْمُفِيْدُ لِلْعِلْمِ الْيَقِيْنِيِّ بِشُرُوْطِهٖ وَقِيْلَ لَا يُفِيْدُ الْعِلْمَ إِلَّا نَظَرِيًّا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے پھر بتائیں کہ "بشروطه" کا تعلق "المُتواتر" سے ہے یا "المفید" سے؟ (ب) علم ضروری ونظری کے درمیان مصنفؒ نے جو فرق کیا ہے آپ اس کو تحریر کریں؟

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: (پہلا) خبر متواتر ہے، اور وہ علم یقینی "ضروری" کا فائدہ دیتا ہے اپنی شرطوں کے ساتھ، اور بعض لوگوں نے کہا کہ علم نظری کا ہی فائدہ دیتا ہے۔

بشروطه کا تعلق

(۱) "بشروطه" یہ "اول" سے متعلق ہے، تقدیر عبارت اس طرح ہے "الأوّل مع شروطه المتواتر" مطلب یہ ہے کہ پہلا یعنی وہ خبر جو سند کثیر غیر محصور کے ساتھ آئے اپنی شرطوں کے ساتھ متواتر ہے۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ "بشروطه" "المفید" سے متعلق ہو یعنی خبر متواتر مفید علم یقین اپنی شرطوں کے ساتھ ہے (تحفۃ القمر: ص ۴۶)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) علم ضروری ونظری کے درمیان فرق

حسب بیان مصنف علم ضروری ونظری کے درمیان دو فرق ہیں، (۱) علم ضروری غور وفکر کے بغیر حاصل ہوتا ہے، اور علم نظری غور وفکر کے بعد حاصل ہوتا ہے (۲) علم ضروری ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے خواہ اس میں غور وفکر کی صلاحیت ہو یا نہ ہو، جبکہ علم نظری صرف اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس میں غور وفکر کی اہلیت ہو۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر: (ص ر ۲۹)

عبارت بااعراب: فَالصِّفَاتُ الَّتِيْ تَدُوْرُ عَلَيْهَا الصِّحَّةُ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ علیہ الرحمۃ اَتَمُّ مِنْهَا فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ علیہ الرحمۃ وَأَشَدُّ وَشَرْطُهُ فِيْهَا أَقْوَى وَ أَسَدُّ، اَمَّا رُجْحَانُهُ مِنْ حَيْثُ الاِتِّصَالُ فَلِاشْتِرَاطِهِ أَنْ يَكُوْنَ الرَّاوِيْ قَدْ ثَبَتَ لَهُ لِقَاءُ مَنْ رُوِيَ عَنْهُ وَلَوْ مَرَّةً وَاِكْتَفَى مُسْلِمٌ بِمُطْلَقِ الْمُعَاصَرَةِ وَأَلْزَمَ الْبُخَارِيَّ أَنَّهُ لَا يَقْبَلُ الْعَنْعَنَةَ أَصْلًا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کرتے ہوئے بتائیں کہ عنعنہ کسے کہتے ہیں (ج) امام مسلمؒ کا الزام کس طرح ثابت ہوگا واضح کریں۔

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: وہ صفات جن پر صحتِ حدیث کا مدار ہے وہ صحیح مسلم کے مقابلے میں صحیح بخاری میں بدرجۂ اتم اور بہت ہی درست پائے جاتے ہیں اور بخاریؒ کی شرط بمقابلہ شرط مسلمؒ بہت ہی قوی اور ٹھوس ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور بہر حال صحیح بخاری کا راجح ہونا اتصال سند کے اعتبار سے اس لئے ہے کہ (حدیث معنعن کو متصل تسلیم کرنے کے لئے) امام بخاریؒ نے یہ شرط لگائی ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو، اگر چہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو، اور امام مسلمؒ نے صرف معاصرت کو کافی قرار دیا ہے، اور اس نے امام بخاریؒ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ محتاج ہے اس امر کا کہ حدیث معنعن کو بالکل قبول نہ کرے۔

(ب) توضیح عبارت:

اس مقام سے مصنفؒ صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر افضلیت کی چند وجوہ ترجیحات بیان فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ وہ اصاف جن پر صحتِ حدیث کا دار و مدار ہے، صحیح مسلم کے مقابلے میں صحیح بخاری میں بدرجۂ اکمل اور بہت ہی درست پائے جاتے ہیں، اسی طرح ان اوصاف کے حوالے سے شرطِ بخاری بمقابلۂ شرطِ مسلم اقوی اور مضبوط ترین ہے۔

اور بہر حال اتصال سند کے اعتبار سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے۔ یعنی اگر کوئی راوی بصیغۂ تحدیث یا اِخبار یا سماع روایت کرے، تو وہ سند بالاتفاق متصل ہوگی، جیسے حدثنا فلانٌ "أخبرنا فلانٌ، سَمِعتُ فلَانًا يَقُولُ" اور اگر کوئی راوی بصیغۂ عن (جو کہ اتصال سند کے لئے وضع نہیں کیا گیا ہے) روایت کرے تو وہ سند متصل ہوگی یا نہیں تو ایسی صورت میں امام بخاریؒ متصل تسلیم کرنے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو اگر چہ ایک مرتبہ کیوں نہ ہو، یعنی اگر ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت ہو جائے تو وہ سند متصل ہوگی (صرف معاصرت کافی نہیں جب کہ امام مسلمؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ سند متصل ہوگی اگر راوی و مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو خواہ ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت نہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حدیث معنعن کی تعریف:

"عنعنه" باب فَعْلَلَة کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی روایت کو "عَنْ فلان عَنْ فلان" سے بیان کرنا۔

اصطلاحِ محدثین میں حدیث معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو کوئی راوی بصیغۂ "عن" (جو کہ اتصالِ سند کے لئے وضع نہیں کیا گیا) روایت کرے، جیسے عن فلان عن فلان یا قال فلان وغیرہ۔

(ج) امام مسلمؒ کا الزام

امام مسلمؒ کا الزام اس طرح ثابت ہوگا کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان لقاء کی شرط لگانے کا مقصود یہ ہے کہ عدم سماع کا احتمال ختم ہوجائے اور سماع کا احتمال ظن غالب ہوجائے، پھر بخاریؒ کو چاہئے کہ صرف وہ حدیثیں قبول کریں جس میں ہر راوی نے سماع کی صراحت کی ہو اور حدیث معنعن کو بالکل قبول نہ کریں۔

نہ اس معنعن کو جس میں راوی کی مروی عنہ سے ملاقات نہ ہو، اور نہ اس معنعن کو جس میں ملاقات ثابت ہو، کیونکہ جس طرح اس معنعن میں عدمِ سماع کا احتمال باقی ہے جس میں راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو، اسی طرح اس معنعن میں بھی عدم سماع کا احتمال باقی ہے جس میں ملاقات ثابت ہو، لہذا کوئی بھی حدیث معنعن قبول نہیں کرنا چاہئے۔

سوال ثالث نخبۃ الفکر: (ص ر ۴۴)

عبارت باعراب: وَإِنْ كَانَتِ الْمُعَارَضَةُ بِمِثْلِهِ فَإِنْ أَمْكَنَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الْجَمْعُ فَهُوَ النَّوْعُ الْمُسَمّٰى بِمُخْتَلَفِ الْحَدِيْثِ وَمَثَّلَ لَهُ اِبْنُ الصَّلَاحِ بِحَدِيْثِ "لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ" مَعَ حَدِيْثِ "فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الأَسَدِ"۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مذکورہ دونوں حدیثوں میں تعارض کس طرح ہے؟ واضح کریں، پھر ابن صلاحؒ نے دونوں حدیث میں تطبیق کی جو صورت ذکر کی ہے اسے تحریر کریں، (ج) اس کے بعد مصنفؒ کی بیان کردہ تطبیق لکھیں نیز تطبیق کی دونوں صورتوں میں فرق کو واضح کریں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور اگر وہ "حدیث مقبول" اسی جیسی حدیث سے معارضہ ہو، تو اگر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہے، تو اس کو "مختلف الحدیث" سے موسوم کیا جاتا ہے، اور ابن صلاحؒ حدیث "لا عدوٰی ولا طِیَرۃ" کو حدیث "فِرّ من المجذومِ فرارَک من الأَسَد" کے ساتھ مختلف الحدیث کی مثال میں پیش کیا ہے۔

(ب) بیان تعارض:

دونوں حدیثوں کے مابین تعارض اس طرح ہے کہ حدیث "لاعَدْوٰی ولاطِیَرَۃ" کے پہلے جملے "لَا عَدْوٰی" کی مراد یہ ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور دوسرے جملے "ولا طِیَرَۃ" کا مطلب یہ ہے کہ بدفالی لینا باطل ہے، اور دوسری حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جس شخص کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو جائے تو اس سے اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو اگر ذرا غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دوسری حدیث اور پہلی حدیث کے جملہ اولی کے مضمون کے درمیان بظاہر تعارض ہے، کیونکہ دوسری حدیث میں کوڑھ کے مریض سے بھاگنے کا تاکیدی حکم دیا گیا اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ کہیں کوڑھ دوسرے میں بھی متعدی نہ ہو جائے؟ اور پہلی حدیث میں صاف کہا گیا ہے کہ مرض متعدی نہیں ہوتا۔

حافظ ابن صلاحؒ کی تطبیق

مذکورہ دونوں حدیثوں کے تعارض کو ختم کرنے کے لئے حافظ ابن صلاحؒ نے یہ تطبیق ذکر کی ہے کہ پہلی حدیث "لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ" میں مرض کے بالذات وبالطبع متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ بعض امراض مثلاً کوڑھ، برص وغیرہ بالذات متعدی ہوتے ہیں، لہٰذا اس حدیث میں اسی عقیدہ کا قلع قمع کیا گیا ہے، اور دوسری حدیث "فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ الخ" میں کوڑھی سے بھاگنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بعض امراض مثلاً کوڑھ وغیرہ میں اختلاط، مرض کے متعدی ہونے کے اسباب میں سے ہے یعنی عادت اللہ یہی جاری ہے کہ بعض امراض کے مریض کے ساتھ تندرست آدمی کے اختلاط کو مرض کے متعدی ہونے کا سبب بنا دیتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے اختلاط پایا جاتا ہے اور تعدیہ نہیں ہوتا، جیسا کہ پانی پینا سیرابی اور کھانا کھانا شکم سیری کا سبب ہے۔

لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کھانے پینے کے باوجود شکم سیری اور سیرابی نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ تعدیہ کا سبب "اختلاط" پایا جائے تو مرض متعدی ہوسکتا ہے اسی لئے اس سبب

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سے بچنے کا حکم دیا گیا، خلاصہ تطبیق یہ ہے کہ نفی بالذات تعدیہ کی، اور اثبات تعدیہ بالسبب کی۔

(ج) مصنفؒ کی تطبیق:

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ حدیث "لَا عَدْوٰی" میں تعدیہ کی نفی کو عام رکھنا ہی بہتر ہے، ابن صلاحؒ کی طرح اس کو ذات کے ساتھ خاص کرنا اچھا نہیں ہے، لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ مرض کسی طرح بھی متعدی نہیں ہوتا ہے، نہ بالذات اور نہ بالسبب کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لَا يُعْدِي شَيْئٌ شَيْئًا" یعنی کوئی چیز کسی میں متعدی نہیں ہوتی، اس میں "لَا يُعْدِي" عام ہے ہر طرح کے تعدیہ کی نفی کی گئی ہے اور اس بات کی تائید دوسری ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ایک شخص نے باصرار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ تندرست اونٹوں کے ساتھ خارش زدہ اونٹوں کے اختلاط کی وجہ سے تندرست اونٹ بھی خارش زدہ ہوجاتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو یہ جواب دیا کہ بات ایسی نہیں ہے، کیونکہ اگر بات یہی ہوتی، تو سوال یہ ہے کہ پہلا خارش زدہ اونٹ کیسے خارش والا ہوا جبکہ اس کا کسی خارش والا اونٹ کے ساتھ اختلاط نہیں ہوا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح خداوند قدوس ہی نے ابتداءً اپنی قدرت سے پہلے اونٹ میں خارش پیدا فرمائی ہے اسی طرح اسی نے دوسری اونٹ میں بھی خارش پیدا کی ہے رہا دوسری حدیث میں مجذوم سے بھاگنے کا حکم تو وہ سوء اعتقاد سے بچانے کے لئے ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کوڑھی وغیرہ کے ساتھ رہے اور بقضاء الٰہی اس میں بھی وہ مرض پیدا ہو جائے تو ممکن ہے کہ وہ یہ اعتقاد کر بیٹھے کہ مجھ میں یہ مرض فلاں شخص سے اختلاط کی وجہ سے ہوا ہے، اسی لئے اعتقاد بد کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے مجذوم شخص سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تطبیق کی دونوں صورتوں میں فرق

حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک ''لَا عَدْوٰی'' میں تعدیہ کی نفی اپنے عموم پر باقی ہے یعنی مرض کسی طرح بھی متعدی نہیں ہوتا ہے، نہ بالذات اور نہ بالسبب جبکہ ابن صلاحؒ کے نزدیک صرف تعدیہ بالذات کی نفی ہے نا کہ تعدیہ بالسبب یعنی عادت اللہ یہی جاری ہے کہ بعض امراض کے مریض کے ساتھ تندرست آدمی کے اختلاط کو مرض کے متعدی کرنے کا سبب بنادیتے ہیں۔

۱۴۲۹ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص/۱۸)

عبارت بااعراب: اَلْخَبَرُ الْمُحْتَفُّ بِالْقَرَائِنِ أَنْوَاعٌ مِنْهَا: مَا اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا مِمَّا لَمْ يَبْلُغْ حَدَّ التَّوَاتُرِ، فَإِنَّهُ إِحْتَفَّ بِهِ قَرَائِنُ، مِنْهَا: جَلَالَتُهُمَا فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ، وَتَقَدُّمُهُمَا فِيْ تَمْيِيْزِ الصَّحِيْحِ عَلٰى غَيْرِهِمَا، وَتَلَقِّي الْعُلَمَاءِ لِكِتَابَيْهِمَا بِالْقَبُوْلِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) صحیحین کی احادیث کے ساتھ یہ تین قرائن ہیں، ان کی تشریح کریں پھر ''تلقی العلماء لکتابیھما'' کی تفصیل کریں۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمہ: وہ خبر واحد جو قرائن سے ملی ہوئی ہو اس کی متعدد قسمیں ہیں: ان میں سے ایک وہ خبر جس کی تخریج شیخینؒ اپنی صحیحین میں کی ہیں جو کہ حد تواتر کو نہ پہنچی ہو، اس قسم کے ساتھ بہت سے قرائن لگے ہوئے ہیں (۱) شیخینؒ کی علم حدیث میں جلالت وعظمت شان (۲) اور صحیح حدیث کو غیر صحیح سے ممتاز کرنے میں شیخینؒ کا دوسروں پر فائق ہونا (۳) اور علماء کا ان کی کتابوں کو شرف قبولیت سے نوازنا۔

(ب) قرائن کی وضاحت

صحیحین کی احادیث کے ساتھ تین قرائین متصف ہیں، (۱) علم حدیث اور نقد رجال میں شیخین کی عظمت وجلالت۔

(۲) حدیث صحیح کو سقیم سے ممتاز کرنے میں ان کا اپنے معاصرین ومتاخرین سے فائق ہونا، (۳) علماء اور اہل علم کا ان کی صحیحین کو دیگر کتابوں کے مقابلے میں شرف قبولیت سے نوازنا۔

"تَلَقِّی العُلَمَاء لِکِتَابَیهِمَا" کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حدیثوں کا نفس الامر میں آپ کا کلام ہونا متعین ہے۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/ ۳۳)

عبارت بااعراب: فَإِنْ جُمِعَا أَیْ الصَّحِیْحُ وَالْحَسَنُ فِیْ وَصْفٍ وَاحِدٍ کَقَوْلِ التِّرْمِذِیّ وَغَیْرِہٖ "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" فَلِلتَّرَدُّدِ الْحَاصِلِ مِنَ الْمُجْتَہِدِ فِی النَّاقِلِ وَھٰذَا حَیْثُ یَحْصُلُ مِنْہُ التَّفَرُّدُ بِذٰلِکَ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الرِّوَايَةِ وَغَايَةُ مَا فِيهِ أَنَّهُ حُذِفَ عَنْهُ حَرْفُ التَّرَدُّدِ وَإِلَّا أَيْ إِذَا لَمْ يَحْصُلِ التَّفَرُّدُ فَإِطْلَاقُ الْوَصْفَيْنِ مَعًا عَلَى الْحَدِيْثِ يَكُوْنُ بِاعْتِبَارِ الْإِسْنَادَيْنِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) ''حسن صَحِيْح'' کہنے پر کیا اعتراض وارد ہوتا ہے اس کو پہلے تحریر کریں پھر اس عبارت میں اس کا جواب دیا ہے آپ جواب کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور اگر ایک ہی حدیث کے وصف میں صحیح اور حسن کو جمع کر دیا جائے، جیسے امام ترمذیؒ وغیرہ کا قول ہے، ''حدیث حسن صحیح'' تو یہ راوی کے سلسلے میں مجتہد کو تردد ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ جواب اس جگہ ہے جہاں راوی اس روایت میں منفرد ہو، اور اس جواب میں زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ حرف تردّد درمیان سے حذف کر دیا گیا ہے، ورنہ یعنی جب روایت میں راوی منفرد نہ ہو، تو ایک حدیث پر دونوں وصف ایک ساتھ بولنا دو سندوں کے اعتبار سے ہوگا۔

(ب) ''حسن صحیح'' کہنے پر اعتراض

اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ امام ترمذیؒ اپنی کتاب میں متعدد جگہ فرماتے ہیں ''حدیث حسن صحیح'' حالانکہ حسن کے راوی کا ضبط ناقص اور صحیح کے راوی کا ضبط تام ہوتا ہے، تو دونوں وصفوں یعنی حسن اور صحیح کو جمع کرنے میں اسی نقصانِ ضبط کا اثبات اور اسی کی نفی لازم آتی ہے بایں طور کہ ''حسن'' کہہ کر نقصانِ ضبط کو ثابت کرنا ہے اور اس کے آگے ''صحیح'' کہہ کر اسی نقصان ضبط کی نفی کرنا ہے اور یہ چونکہ اجتماع ضدّین ہے اسی لئے محال ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب کی وضاحت

عبارت میں ابن حجرؒ نے جو جواب دیا اس کا حاصل یہ ہے کہ جس حدیث کو "حسن صحیح" کہا گیا ہے اس کی ایک سند ہوگی یا زیادہ اگر ایک سند ہو تو دو وصفوں یعنی حسن صحیح کو جمع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل اور ناقدین رجال کو اس حدیث کے کسی راوی کے سلسلے میں تردّد ہے کہ آیا اس میں ضبط کامل ہے کہ اس کی حدیث کو صحیح کہا جائے، یا ناقص ہے کہ اس کی حدیث کو حسن کہا جائے، تو جن کے اعتقاد میں اس راوی کا ضبط ناقص ہے انہوں نے "حسن" کہا ہے، اور جن کے اعتقاد میں اس راوی کا ضبط تام ہے "صحیح" کہا ہے۔

اور اس صورت میں حرف "أو" محذوف ہوگا اور اصل عبارت "حَدِيْثٌ حَسَنٌ اَوْ صَحِيْحٌ" ہوگی کیونکہ درمیان کلام سے "وٗ" اور "أو" کا حذف کرنا شائع وذائع ہے، اس لئے یہاں سے بھی حذف کردیا گیا ہے۔

اور اگر سند ایک سے زیادہ ہو تو اس کو "حسن صحیح" کہنا مختلف سندوں کے اعتبار سے ہے کہ ایک سند کے اعتبار سے "حسن" اور دوسری سند کے اعتبار سے "صحیح" کہا گیا ہے، اس صورت میں حرف "واوٗ" درمیان سے حذف ہوگا۔

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص/ ۴۶)

عبارت باعراب: وَالنَّسْخُ رَفْعُ تَعَلُّقِ حُكْمٍ شَرْعِيٍّ مُتَأَخِّرٍ عَنْهُ وَالنَّاسِخُ مَا يَدُلُّ عَلَى الرَّفْعِ الْمَذْكُوْرِ وَتَسْمِيَتُهُ نَاسِخًا مَجَازٌ لِأَنَّ النَّاسِخَ فِي الْحَقِيْقَةِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُعْرَفُ النَّسْخُ بِأُمُوْرٍ، أَصْرَحُهَا: مَا وَرَدَ فِي النَّصِّ كَحَدِيْثِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مذکورہ عبارت اور حدیث بُرَيْدَة کی مکمل وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور نسخ کسی حکم شرعی کے تعلق کو ختم کرنا ہے، ایسی دلیل شرعی کے ذریعہ جو اس سے مؤخر ہو، اور ناسخ وہ چیز ہے جو اس تعلق کو ختم کرنے پر دال ہو اور اس کو ناسخ کہنا مجازاً ہے کیونکہ درحقیقت ناسخ تو اللہ تعالی ہے، نسخ کا علم چند چیزوں سے ہوتا ہے اور سب سے صریح تو وہ ہے جس کا وقوع نص میں ہو جیسے ''صحیح مسلم'' میں حضرت بریدةؓ کی حدیث (میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے)۔

(ب) توضیح عبارت

مصنفؒ اس عبارت کے ذریعہ نسخ کی تعریف بیان فرما رہے ہیں کہ نسخ کہتے ہیں مکلفین کے افعال سے کسی حکم شرعی کے تعلق کو کسی ایسی دلیل شرعی کے ذریعہ ختم کرنے کو جو کہ اس سے مؤخر ہو، اور ناسخ ہر وہ حدیث مقبول ہے جو افعال مکلفین سے سابق حکم شرعی کے ختم کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ حدیث مذکورہ کو ناسخ کہنا اور اسی طرح دوسری چیزوں کو ناسخ کہنا مجازاً ہے بلکہ درحقیقت یہ چیزیں نسخ پر دلالت کرنے والی ہیں کیونکہ فی الواقع ناسخ تو ذات باری تعالی ہے چنانچہ ارشاد ہے: ''مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا'' الأية

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حدیث بریدہؓ کی وضاحت:

جن چیزوں سے نسخ کا علم ہوتا ہے ان میں سے سب سے صریح چیز تو یہ ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کو منع کرنے کے بعد اس کی اجازت مرحمت فرما دیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْ هَا فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ" (میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا کرتا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے) زیارت قبور سے منع کرنے کے بعد اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

سنہ ۱۴۲۸ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص/۱۵)

عبارت باعراب: وَفِيْهَا أَيْ فِي الْأٰحَادِ الْمَقْبُوْلُ وَهُوَ مَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَفِيْهَا الْمَرْدُوْدُ وَهُوَ الَّذِيْ لَمْ يَرْجَحْ صِدْقُ الْمُخْبِرِ بِهٖ لِتَوَقُّفِ الْاِسْتِدْلَالِ بِهَا عَلَى الْبَحْثِ عَنْ أَحْوَالِ رُوَاتِهَا دُوْنَ الْأَوَّلِ وَهُوَ الْمُتَوَاتِرُ، فَكُلُّهٗ مَقْبُوْلٌ لِاِفَادَتِهِ الْقَطْعَ بِصِدْقِ مُخْبِرِهٖ بِخِلَافِ غَيْرِهٖ مِنْ أَخْبَارِ الْاٰحَادِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) اخبار کی آحاد کے دو قسم پر منقسم ہونے اور متواتر کے منقسم نہ ہونے کی دلیل کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمہ: اور اخبار آحاد ہی کی ایک قسم مقبول ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس پر جمہور کے نزدیک عمل واجب ہے (شرط یہ ہے کہ اس کے خلاف کا قرینہ نہ ہو) اور اسی میں مردود ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس کے مخبر کا سچا ہونا راجح نہ ہو، اس لئے کہ اخبار آحاد سے استدلال ان کے رواۃ کے احوال کی تفتیش پر موقوف ہے نا کہ اوّل کی جو کہ متواتر ہے یعنی قسم اوّل متواتر سے استدلال رواۃ کی چھان بین پر موقوف نہیں ہے) لہذا تمام متواتر مقبول ہے اس کے اپنے مخبر کے واقعی صدق کا فائدہ دینے کی وجہ سے برخلاف علاوہ اخبار آحاد کے۔

(ب) اخبار آحاد کے دو قسم پر منقسم ہونے اور متواتر کے منقسم نہ ہونے کی دلیل کی وضاحت

اخبار احاد کی دو قسمیں اس لئے ہیں کہ اخبار آحاد سے اس وقت تک استدلال نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس کے رواۃ کے احوال کی تحقیق و چھان بین نہ کر لی جائے۔

اور ظاہری بات ہے کہ جب رواۃ کے احوال کی تحقیق کی جائے گی تو تمام رواۃ ثقہ نہیں نکلیں گے بلکہ بعض خبر واحد کے تمام رواۃ ثقہ ہونگے لہذا ان کی حدیث مقبول ہوگی اور بعض خبر واحد کے تمام رواۃ یا بعض رواۃ ثقہ نہیں ہونگے لہذا ان کی حدیث مردود ہوگی۔

اور خبر متواتر اس لئے منقسم نہیں ہے کیونکہ خبر متواتر سے استدلال اس کے رواۃ کے احوال کی تحقیق و تفتیش پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر خبر متواتر سے استدلال درست ہے، لہذا ہر خبر متواتر مقبول ہوگی، کوئی بھی مردود نہیں ہوگی۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/۲۹)

عبارت بااعراب: فَالصِّفَاتُ الَّتِیْ تَدُوْرُ عَلَیْهَا الصِّحَّةُ فِیْ كِتَابِ الْبُخَارِیِّ علیہ الرحمۃ أَتَمُّ مِنْهَا فِیْ كِتَابِ مُسْلِمٍ علیہ الرحمۃ وَأَشَدُّ، وَشَرْطُهُ فِیْهَا أَقْوٰی وَأَسَدُّ، أَمَّا رُجْحَانُهُ مِنْ حَیْثُ الْإِتِّصَالُ فَلِاشْتِرَاطِهِ أَنْ یَّكُوْنَ الرَّاوِیْ قَدْ ثَبَتَ لَهُ لِقَاءُ مَنْ رَوٰی عَنْهُ وَلَوْ مَرَّةً وَاِكْتَفٰی مُسْلِمٌ علیہ الرحمۃ بِمُطْلَقِ الْمُعَاصَرَةِ، وَاَمَّا رُجْحَانُهُ مِنْ حَیْثُ الْعَدَالَةُ وَالضَّبْطُ وَلِأَنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُكُلِّمَ فِیْهِمْ مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ أَكْثَرُ عَدَدًا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُكُلِّمَ فِیْهِمْ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِیِّ علیہ الرحمۃ وَأَمَّا رُجْحَانُهُ مِنْ حَیْثُ عَدَمُ الشُّذُوْذِ وَالْإِعْلَالِ فَلِأَنَّ مَا انْتُقِدَ عَلَی الْبُخَارِیِّ مِنَ الْأَحَادِیْثِ أَقَلُّ عَدَدًا مِمَّا انْتُقِدَ عَلٰی مُسْلِمٍ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) اور مطلب تحریر کریں۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: وہ اوصاف جن پر صحت حدیث کا مدار ہے وہ صحیح مسلم کے مقابلے میں صحیح بخاری میں بدرجۂ اتم اور بہت ہی درست پائے جاتے ہیں، اور امام بخاریؒ کی شرطِ صحت بمقابلۂ شرطِ مسلم بہت ہی قوی اور ٹھوس ہے۔

اور بہرحال اتصال سند کے اعتبار سے صحیح بخاری کا راجح ہونا اس لئے ہے کہ (حدیث معنعن کو تسلیم کرنے کے لئے) بخاریؒ نے یہ شرط لگائی ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت ہو، اگرچہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو اور امام مسلمؒ نے صرف معاصرت کو کافی قرار دیا ہے۔

اور رہا عدالت وضبط کے اعتبار سے صحیح بخاری کا راجح ہونا اس لئے ہے کیونکہ مسلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے متکلم فیہ رجال بمقابلۂ بخاری کے متکلم فیہ رجال سے زیادہ ہیں، اور شذوذ وعلت نہ ہونے کے اعتبار سے صحیح بخاری کی فضیلت اس لئے ہے کہ بخاری کی جن احادیث پر نقد واعتراض کیا گیا ہے ان کی تعداد مسلم کی نقد کی ہوئی حدیثوں سے کم ہے۔

(ب) توضیح عبارت

مصنفؒ یہاں سے صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر افضلیت کی چند وجوہ ترجیحات بیان فرما رہے ہیں، کہ وہ اوصاف جن پر حدیث کی صحت کا دارومدار ہے، صحیح مسلم کے مقابلے صحیح بخاری میں بدرجۂ اتم واکمل پائے جاتے ہیں،، اور امام بخاریؒ کی شرطِ صحت بمقابلۂ شرطِ صحت مسلم کے زیادہ قوی اور ٹھوس ہے۔

"أَمَّا رُجْحَانُهُ مِنْ حَيْثُ الاِتِّصَالُ"

اتصال سند کے اعتبار سے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح اس لئے ہے کیونکہ اگر کوئی ایک راوی بصیغہ عن (جو کہ اتصال کے لئے وضع نہیں کیا گیا ہے) روایت کرے، تو وہ سند متصل ہوگی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے۔

راوی "مُعنعِن" مروی عنہ کا معاصر ہوگا یا نہیں اگر معاصر نہیں ہے تو سند متصل نہیں ہوگی "اور اگر معاصر ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو خارج سے عدم اللقاء بین الراوی والمروی عنہ ثابت ہوگا یا نہیں؟ اگر عدم لقاء ثابت ہو تو سند متصل نہیں ہوگی، اور اگر عدم لقا ثابت نہ ہو" تو دو حال سے خالی نہیں یا تو راوی مدلّس ہوگا یا نہیں" اگر راوی مدلّس ہے تو وہ سند اس وقت تک متصل نہیں ہوگی جب تک کہ راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہ ہو جائے، چاہئے ایک ہی مرتبہ ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور امام مسلمؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ سند متصل ہوگی اگر چہ ایک مرتبہ بھی ملاقات ثابت نہ ہو، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک اسناد معنعن کو متصل قرار دینے کے لئے راوی اور مروی عنہ کے درمیان ملاقات شرط ہے جبکہ امام مسلمؒ نے یہ قید نہیں لگائی ہے لہذا اس قید مذکور کی زیادتی صحیح بخاری کے لئے باعث ترجیح ہوگی۔

"أما رجحانه مِنْ حَيثُ العدالةِ والضبط"

عدالت وضبط کے اعتبار سے صحیح بخاری کو ترجیح اس لئے حاصل ہے کہ بخاری کے رجالِ متکلم فیہ کی تعداد کم ہے بمقابلہ مسلم کے متکلم فیہ رجال کے، اس لئے کہ جن رواۃ سے صرف امام بخاریؒ روایت لی ہے وہ چارسو پینتیس (۴۳۵) ہیں جن میں متکلم فیہ رجال تقریباً اسی (۸۰) ہیں اور جن رواۃ سے صرف امام مسلمؒ روایت اخذ کی ہے وہ (۶۲۰) چھ سوبیس ہیں، جن میں سے متکلم فیہ ایک سوساٹھ (۱۶۰) ہیں، گویا کہ بخاری کے متکلم فیہ مسلم کے متکلم فیہ رجال کے مقابلے نصف ہیں۔

"أمّا رجحانه من حيثُ عدمُ الشذوذِ والإعلالِ"

عدم شذوذ واعلال کے اعتبار سے صحیح بخاری کی افضلیت اس لئے کہ بخاری کی جن حدیثوں پر اعتراض کیا گیا ہے وہ بمقابلہ مسلم کی ان حدیثوں کے کم ہیں جن پر نقد کیا گیا ہے، کیونکہ صحیحین کی کل وہ حدیثیں جن پر اعراض کیا گیا ہے دو سودس (۲۱۰) ہیں جن میں سے (۳۲) میں دونوں شریک ہیں اور صرف اٹھتر (۷۸) بخاری میں ہیں، جبکہ ما بقیہ سو(۱۰۰) مسلم میں ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال ثالث نخبۃ الفکر (ص ۷۴)

عبارت بااعراب: وَمَتٰى تُوبِعَ السَّيِّئُ الْحِفْظِ بِمُعْتَبَرٍ كَأَنْ يَكُوْنَ فَوْقَهٗ اَوْمِثْلَهٗ لَادُوْنَهٗ، وَكَذَا الْمُخْتَلِطُ الَّذِىْ لَايَتَمَيَّزُ وَالْمَسْتُوْرُ وَالْإِسْنَادُ الْمُرْسَلُ وَكَذَا الْمُدَلَّسُ إِذَا لَمْ يُعْرَفِ الْمَحْذُوْفُ مِنْهُ صَارَ حَدِيْثُهُمْ حَسَنًا لَا لِذَاتِهٖ، بَلْ وَصْفُهٗ بِذٰلِكَ بِاِعْتِبَارِ الْمَجْمُوْعِ مِنَ الْمُتَابِعِ وَالْمُتَابَعِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) مختلط و مستور و سیئی الحفظ کی تعریف کریں۔ (ج) پھر عبارت کا مطلب تحریر کریں۔

(الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور جب موافقت کی جائے خراب یادداشت والا راوی کسی معتبر راوی کے ذریعہ مثلا: یہ کہ اس کے اوپر کے درجے کا ہو یا برابر کا ہو، اس سے کم درجے کا نہ ہو، اور اسی سیئ الحفظ کی طرح وہ مختلط بھی ہے جس کی اختلاط سے قبل اور بعد کی حدیثیں ممتاز نہ ہوں اور اسی طرح مستوالحال، اور وہ سند جس میں ارسال ہو اور اسی طرح حدیث مدلّس جبکہ اس کے محذوف کا علم نہ ہو، ان حضرات کی احادیث "حسن" ہو جاتی ہے حسن لذاتہ نہیں، بلکہ اس کو حسن کے ساتھ متصف کرنا متابع (بالکسر) اور متابع (بالفتح) کے مجموعے کے اعتبار سے ہے۔

(ب) مختلط کی تعریف

مختلط اس راوی کو کہتے ہیں جس پر کسی عارض کی وجہ سے سوءحفظ طاری ہو گیا ہو، اور حافظہ خراب ہو گیا ہو مثلاً کوئی شخص حدیث بیان کرنے میں اپنے تحریری نوشتوں پر اعتماد کرتا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تھا لیکن اب اس کی بینائی جاتی رہی یا تحریری نوشتے اور کتب جل گئے یا گم ہو گئے جس کی وجہ سے اس نے اپنے حافظہ کی مدد سے حدیث بیان کرنا شروع کی اور غلطیاں ہوتی گئیں۔

مستور الحال کی تعریف

''مستور الحال وہ راوی ہے جس کے نام کی صراحت کے ساتھ دو یا زیادہ لوگوں نے روایت کی ہو مگر کسی نے اس کی توثیق نہ کی ہو۔

سیئ الحفظ کی تعریف

''سیئی الحفظ'' وہ راوی ہے جس کا حافظہ خراب ہو گیا ہو جس کی حد یہ ہے کہ غلطیاں درستگی وصواب کے برابر ہو یا زیادہ ہو۔

(ج) توضیح عبارت

''سیئ الحفظ'' یعنی وہ راوی جس کی یادداشت خراب ہوتی ہے، اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے خواہ حافظہ کی خرابی دائمی ہو یا عارضی، اسی طرح جس مختلط کی اختلاط سے قبل اور بعد کی حدیثیں ممتاز نہ ہوں وہ بھی ضعیف ہوتی ہے اسی طرح مجہول الحال (مستور) کی حدیث کا حال ہے اور اسی طرح جس سند میں ارسال یا تدلیس ہو وہ بھی ضعیف ہوتی ہے لیکن اگر کوئی معتبر راوی ان کے موافق روایت کرے یعنی ان رواۃ کا کوئی متابع یا شاہد مل جائے چاہے ایک ہو یا زیادہ تو ان حضرات کی احادیث حسن لغیرہ ہو جائیں گی وجہ اس کی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی روایت میں جہاں صواب کا احتمال تھا وہیں غیر صواب کا بھی احتمال تھا اور ایسی حدیث کے سلسلہ میں توقف کیا جاتا ہے اور متوقف فیہ حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں لہذا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ حدیثیں بھی ضعیف ہوں گی، لیکن جب معتبر حضرات کی روایت ان حضرات کی روایت کے موافق مل جائے تو جانب صواب راجح ہو جاتی ہے اور دوسری روایت کا آنا ان حضرات کی حدیثوں کے غلطی سے محفوظ ہونے پر دلالت کرتا ہے لہٰذا ان حضرات کی روایات درجۂ ضعف وتوقف سے ترقی کر کے قبولیت کے مرتبے کو پہنچ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کا مقام حسن لذاتہ سے کم ہی ہوگا اس لئے ان کو حسن لغیرہ کہا جاتا ہے۔

سنہ ۱۴۲۷ھ

سوال اوّل نخبۃ الفکر (ص ر ۱۷)

عبارت باعراب: قَدْ يَقَعُ فِيهَا مَا يُفِيدُ الْعِلْمَ النَّظَرِيَّ بِالْقَرَائِنِ عَلَى الْمُخْتَارِ خِلَافًا لِمَنْ أَبَى ذٰلِكَ وَالْخِلَافُ فِي التَّحْقِيقِ لَفْظِيٌّ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، فیھا کی ضمیر کا مرجع بھی تحریر کریں۔ (ب) خلاف لفظی کا مطلب بیان کرتے ہوئے بتلائیں کہ یہاں پر کس طرح خلاف لفظی ہے۔

جواب: (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور بسا اوقات اس میں ایسی خبر بھی آتی ہے جو بقول مختار قرائن کی وجہ سے علم نظری کا فائدہ دیتی ہے، یہ ان حضرات کے خلاف ہے جنہوں نے قول مختار کا انکار کیا ہے، درحقیقت یہ خلافِ لفظی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

فیہا کی ضمیر کا مرجع

فیھا میں ''ھا'' ضمیر کا مرجع اخبار آحاد ہے۔

(ب) خلاف لفظی ہونے کا مطلب

حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں اس لئے کہ محققین نے جو یہ کہا ہے کہ خبر واحد مفید علم ہے ان کی مراد علم سے ''علم نظری'' ہے اور جمہور نے جو یہ کہا کہ خبر واحد مفید علم نہیں ہے، اور انہوں نے لفظ علم کو متواتر کے ساتھ خاص کیا ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ متواتر کے علاوہ یعنی تمام اخبار آحاد اپنی ذات کے اعتبار سے مفید ظن ہیں، اور چونکہ انہوں نے اس بات کی نفی نہیں کی ہے کہ جو خبر واحد محتف بالقرائن ہو وہ اس خبر واحد کے مقابلہ میں جو قرائن سے خالی ہو راجح ہوتی ہے، اس لئے وہ خبر واحد جو محتف بالقرائن ہو جمہور کے نزدیک بھی مرتبۂ افادۂ ظن سے ترقی کر کے افادۂ علم ویقین کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے لہذا دونوں قولوں میں حقیقی اختلاف نہیں رہا، خلاصہ یہ کہ نفی کا محل ذات کے اعتبار سے مفید علم ہونا ہے اور اثبات کا محل قرائن کے ساتھ مفید علم ہونا ہے۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ر ۲۴)

عبارت باعراب: خَبَرُ الْاٰحَادِ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ مُتَّصِلَ السَّنَدِ غَيْرَ مُعَلَّلٍ وَلَا شَاذٍّ هُوَ الصَّحِيْحُ لِذَاتِهٖ وَخَبَرُ الْاٰحَادِ كَالْجِنْسِ وَبَاقِيْ قُيُوْدِهٖ كَالْفَصْلِ وَقَوْلُهٗ ''بِنَقْلِ عَدْلٍ'' إِحْتِرَازٌ عَمَّا يَنْقُلُهٗ غَيْرُ الْعَدْلِ وَقَوْلُهٗ ''هُوَ'' يُسَمّٰى فَصْلًا يَتَوَسَّطُ بَيْنَ الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ يُؤْذِنُ بِأَنَّ مَا بَعْدَهٗ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

خَبَرٌ عَمَّا قَبْلَهُ وَلَيْسَ بِنَعْتٍ وَقَوْلُهُ "لِذَاتِهِ" يَخْرُجُ مَا يُسَمّٰى صَحِيحًا بِأَمْرٍ خَارِجٍ عَنْهُ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) ضمیر فصل کس کو کہتے ہیں اس کی وضاحت کریں۔ (ج) عدل، تام الضبط، معلل، وشاذ، ہر ایک کی وضاحت کریں۔

جواب: عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور خبر واحد جس کو ایسے ثقات لوگ روایت کریں جن کا ضبط تام ہو، اس حدیث کی سند متصل ہو نیز وہ معلل وشاذ نہ ہو، وہی صحیح لذاتہ ہے۔ اور خبر الآحاد" جنس کی طرح اور باقی قیود فصل کی طرح ہیں، اور مصنفؒ کا قول "بنقل عدل" کی قید اس حدیث کو نکالنے کے لئے ہے جس کو غیر عادل روایت کرے، اور مصنف کا قول "ھو" اس کو فصل کہا جاتا ہے جو مبتدا و خبر کے درمیان آتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اس کا مابعد اپنے ماقبل کی خبر ہے صفت نہیں ہے، اور "لذاتہ" کا قول اس حدیث کو نکالنے کے لئے ہے جس کو امر خارج کی وجہ سے صحیح کہا جائے۔

(ب) ضمیر فصل کی تعریف مع وضاحت

ضمیر فصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو مبتدا اور خبر کے درمیان آتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اس کا مابعد اپنے ماقبل کی خبر ہے، صفت نہیں ہے، اس کو لانے کی شرط یہ ہے کہ خبر یا تو معرفہ ہو جیسا کہ کتاب میں ذکر شدہ مثال میں "ھو الصحیح لذاتہ" یا خبر اسم تفضیل ہو جس کا استعمال "مِن" کے ساتھ ہو جیسے "زید ھو افضل من عمرو"

یہ ضمیر فصل واحد، تثنیہ جمع، اور تذکیر و تانیث میں اپنے ماقبل کے موافق ہوتا ہے جمع

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذکر کی مثال کے لئے ”وأولئک هُمُ الْمُفلِحُوْنَ“ ترکیب میں بعض نحات اس کو ضمیر فصل یا صیغۂ فصل کہتے ہیں، جس کا اعراب کے اعتبار سے کوئی محل نہیں ہے جبکہ بعض حضرات مبتدا ثانی بناتے ہیں اور مابعد کو اس کی خبر پھر پورا جملہ مبتدا اوّل کی خبر ہوتی ہے۔

(ج) عدل، تامّ الضبط، متصل السند، معلل شاذ، کی وضاحت“

عَدْل: باب ضرب یضرب کا مصدر ہے، یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل ”عادل“ مراد ہے، اصطلاح حدیث میں عادل وہ مسلمان شخص ہے (خواہ مرد ہو یا عورت) جس میں ایسی قوت وملکہ ہو جو اس کو تقوی ومروت کو لازم پکڑنے پر ابھارتی ہے۔

تامّ الضبط: وہ راوی ہے جس کا ضبط تام ہو مغفل نہ ہو جو کہ بہت زیادہ غلطی کرتا ہو، اس طرح کہ موقوف کو مرفوع کر دے، مرسل کو موصول کر دے وغیرہ۔

مُعلّل: ایسی چیز کو کہتے ہیں، جس میں کوئی علت یا خرابی ہو اور اصطلاح محدثین میں معلل اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی ظاہری یا مخفی خرابی ہو جو صحتِ حدیث کے لئے نقصان دہ ہو۔

شاذ: اس شخص کو کہتے ہیں جو تنہاء ومنفرد ہو محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص/۵۹)

عبارت باعراب: ثُمَّ الْوَهْمُ وَهُوَ الْقِسْمُ السَّادِسُ وَإِنَّمَا أَفْصَحَ لِطُوْلِ الْفَصْلِ إِنْ أُطُّلِعَ عَلَيْهِ أَیْ عَلَى الْوَهْمِ بِالْقَرَائِنِ الدَّالَّةِ عَلٰى

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَهْمِ رَاوِيهِ مِنْ وَصْلِ مُرْسَلٍ، أَوْ مُنْقَطِعٍ أَوْ إِدْخَالِ حَدِيثٍ فِي حَدِيثٍ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَشْيَاءِ الْقَادِحَةِ وَيَحْصُلُ مَعْرِفَةُ ذَالِكَ بِكَثْرَةِ التَّتَبُّعِ وَجَمْعِ الطُّرُقِ فَهُوَ الْمُعَلَّلُ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب بیان کرتے ہوئے وصل مرسل، ومنقطع وادخال حدیث فی حدیث کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: پھر ''وہم'' ہے اور یہ چھٹی قسم ہے طویل فاصلہ کی وجہ سے مصنفؒ نے اس کی تصریح کی ہے اگر وھم کی واقفیت ہوجائے ان قرائن کے ذریعہ جو راوی حدیث کے وھم پر دلالت کرنے والے ہوں مثلاً مرسَل یا منقطع کو متصل کردینا یا ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل کردینا یا اسی طرح کی عیب لگانے والی چیزیں، اور اس وھم کی شناخت بکثرت تلاشی اور مختلف سندوں کو جمع کرنے سے ہوتی ہے تو یہی ''مُعلل'' ہے۔

(ب) توضیح عبارت

اسباب جرح میں سے چھٹی قسم کی جرح ''وھم'' ہے جس کا مطلب ہے بطریق وھم روایت کرنا اور جس حدیث کو بطریق وھم روایت کیا گیا ہو یعنی اس میں وھم کی وجہ سے تغیر وتبدیل کردیا گیا ہو، خواہ یہ وھم سند کے اندر ہو جیسے منقطع یا مرسل کو متصل کردینا یا ضعیف راوی کی جگہ ثقہ کو رکھ دینا، یا یہ وھم متن کے اندر ہو جیسے موقوف یا مقطوع کو مرفوع کردینا یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کردینا ایسی حدیث کو معلل کہا جاتا ہے، اور اس وھم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کی جملہ سندوں کو تلاش کر کے جمع کیا جائے، پھر دیکھا جائے جس کی روایت تمام لوگوں کے خلاف ہو اس کی روایت میں وھم ہوگا، پھر مؤلفؒ یہاں سابقہ جرح کے مانند ''السادس'' نہیں کہا بلکہ صراحۃً ثم الوھم نام ذکر کیا طول مباحث کے حائل ہونے کی وجہ سے۔

۱۴۲۶ھ

سوال اول: نخبۃ الفکر (ص/۱۱)

عبارت باعراب: ذَكَرَ اِبْنُ الصَّلَاحِ أَنَّ مِثَالَ الْمُتَوَاتِرِ عَلَى التَّفْسِيرِ الْمُتَقَدِّمِ يَعِزُّ وُجُودُهُ إِلَّا أَنْ يُدَّعٰى ذَالِكَ فِيْ حَدِيْثِ "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" وَمَا إِدَّعَاهُ مِنَ الْعِزَّةِ مَمْنُوْعٌ، وَكَذَالِكَ مَا إِدَّعَاهُ غَيْرُهُ مِنَ الْعَدَمِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) "علی التفسیر المتقدم" کی تشریح کریں۔ (ج) پھر عبارت کا مطلب لکھتے ہوئے ممنوع ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

جواب: (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: حافظ ابن صلاحؒ نے ذکر کیا ہے کہ سابق تفسیر کے مطابق متواتر کی مثال کمیاب ہے لیکن یہ کہ حدیث "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سلسلے میں دعویٰ کیا جائے، ان کا کمیاب ہونے کا دعویٰ اور اسی طرح ان کے علاوہ کا نایاب ہونے کا دعویٰ ناقابل تسلیم ہے۔

(ب) ”علی التفسیر المتقدم“ کی تشریح

”تفسیر متقدم“ سے ابن صلاحؒ کی مراد خبر متواتر کی وہ چار شرطیں جن کا ذکر سابق میں گذر چکا ہے۔ یعنی (۱) سندوں کا کثیر غیر محصور ہونا (۲) رواۃ کا اس قدر اور ایسا ہونا کہ ان کے جھوٹ پر اتفاق اور بلا قصد جھوٹ کے صدور کو عادت محال قرار دے (۳) ہر طبقہ میں رواۃ کی یہ کیفیت باقی رہے۔ (۴) روایت کا منتہی امر محسوس ہونا یعنی آخر راوی کسی چیز کو دیکھنا یا سننا بیان کرے اور ساتھ ساتھ اس خبر سے سامع کو علم یقین حاصل ہو۔

(ج) توضیح عبارت

حافظ ابن صلاحؒ نے ذکر کیا ہے کہ متواتر کی مثال سابقہ شرطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نادر ہے، چنانچہ صرف حدیث ”مَن كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“ کے بارے میں متواتر ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، اسی طرح علامہ حازمیؒ اور حافظ ابن حبانؒ کا دعویٰ یہ ہے کہ متواتر کی مثال معدوم ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعویٰ ناقابل تسلیم وممنوع ہے۔

ممنوع ہونے کی وجہ

مصنفؒ دونوں قولوں پر اس طرح رد کیا ہے کہ وہ اقوال مسلّم نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد کثرتِ طرق کا قلتِ تتبع اور رجال کے ان احوال وصفات سے عدمِ واقفیت ہے، جو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تقاضا کرتے ہیں کہ ان رجال سے دانستہ یا غیر دانستہ کذب کے صدور کو عادت ناممکن قرار دے، اگر ان حضرات کو کثرت طرق اور رجال کے مذکورہ صفات واحوال کا علم ہوتا تو وہ ہرگز اس قسم کا دعویٰ نہیں کرتے۔

ملاحظہ: مصنفؒ احادیث متواترہ کے ذخیرۂ حدیث میں بکثرت موجود ہونے کی ایک عمدہ دلیل ذکر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بہت سی حدیث کی مشہور کتابیں ہیں جو دنیا کے ہر خطے میں اہل علم کے ہاتھوں میں متداول ومروّج ہیں۔

مثلاً صحاح ستہ، مسند امام احمد بن حنبل، صحیح ابن حبان، موطا امام مالکؒ، موطا امام محمد وغیرہ ان کتابوں کی نسبت ان کے مصنفین کی طرف قطعی ہے، اگر مذکورہ کتابیں کسی حدیث کی تخریج پر متفق ہو جائیں یعنی ہر ایک مؤلف اس خبر واحد کو اپنی اپنی سند سے روایت کریں تو اس کی تعداد یقیناً ایسی ہو سکتی ہے کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو جائے۔ اس طرح یہ طرق کے تعدد سے متواتر تک پہنچ جائے گا، اور اس قسم کی مثالیں، کتب مشہورہ میں ایک نہیں بے شمار ہیں، جیسے حدیثِ شفاعت، حدیثِ حوض، حدیثِ غسل رجلین، حدیث مسح علی الخفین۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ر ۷ ر ۳)

عبارت باعراب: وَزِيَادَةُ رَاوِيْهِمَا مَقْبُوْلَةٌ مَالَمْ تَقَعْ مُنَافِيَةً لِرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِمَّنْ لَمْ يَذْكُرْ تِلْكَ الزِّيَادَةَ۔

(الف) رَاوِيْهِمَا'' کی هُمَا کی ضمیر کا مرجع متعین کر کے ترجمہ کریں۔ (ب) اور بتائیں کہ ان دونوں کی زیادتی کے مقبول ہونے کے لئے کیا شرط بیان کی ہے، (ج) اور ان دونوں کی زیادتی کے متعلق علماء کی دوسری جماعت کا قول، اور صاحب کتاب نے اس کی جو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تردید کی ہے اس کو بھی تحریر کریں۔

جواب: (الف) "هُما" ضمیر کا مرجع

"راویهِما" کی "هما" ضمیر کا مرجع، حدیث حسن، اور حدیث صحیح ہے۔

ترجمہ: صحیح اور حسن کے رواۃ کی زیادتی مقبول ہے، جب کہ اس اُوثق کی روایت کے خلاف نہ ہو جس نے وہ زیادتی ذکر نہ کی ہے۔

(ب) صحیح اور حسن کے رواۃ کی زیادتی مقبول ہونے کی شرط

حافظ ابن حجرؒ کا مسلک مختار یہ ہے کہ اگر ثقہ راوی (یعنی صحیح اور حسن کے رواۃ) کوئی زائد مضمون بیان کرے تو اس کی دو حالت ہیں، ایک یہ ہے کہ اس زائد مضمون اور زیادتی نہ کرنے والوں کی روایت میں کوئی تعارض نہ ہو یا اگر تعارض ہو، تو تطبیق ممکن ہو، دوسری حالت یہ ہے کہ دونوں میں ایسا تعارض ہو کہ تطبیق ممکن نہ ہو اور زیادتی کو قبول کرنے سے دوسری روایت کو رد کرنا لازم آئے گا، پہلی حالت کا حکم یہ ہے کہ زائد مضمون کو قبول کیا جائے گا اس لئے کہ جس طرح اگر کوئی ثقہ کسی حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہو اس کے ساتھ روایت کرنے میں کوئی ساتھی شریک نہ ہو تو اس حدیث کو قبول کیا جاتا ہے، اسی طرح اس زائد مضمون کو بھی قبول کر لیا جائے گا۔

دوسری حالت کا حکم یہ ہے کہ اس وقت دونوں میں سے کسی کو بھی قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ خارج سے ترجیح تلاش کی جائے گی، جو راجح ہو اس کو قبول کیا جائے گا اور جو مرجوح ہو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) علماء کی دوسری جماعت کا قول اور صاحب کتاب کی تردید

علماء کی دوسری جماعت مثلاً امام مسلمؒ، حافظ ابن حبان اور علامہ نوویؒ وغیرھم کا مسلک یہ ہے کہ ثقہ کی زیادتی مطلقاً مقبول ہے، یہ بات ان سے بہت معروف ہے لیکن ان کا یہ مسلک نہ عقلاً درست ہے نہ نقلاً، عقلاً تو اس وجہ سے درست نہیں ہے کہ ان پر اس وقت یہ اعتراض وارد ہوگا کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ثقہ کی زیادتی مطلقاً مقبول ہے، اور دوسری طرف حدیث صحیح اور حدیث حسن کی تعریف میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ شاذ نہ ہو اور شاذ کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ثقہ اوثق کی مخالفت کرے، گویا ان دونوں باتوں میں تضاد ہے، کیونکہ جب ثقہ کی زیادتی مطلقاً مقبول ہے تو حدیث صحیح وحسن میں عدم شذوذ کی شرط کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اور نقلاً اس وجہ سے درست نہیں ہے کہ متقدمین ائمہ حدیث مثلاً عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، امام بخاریؒ وغیرہ میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ ثقہ کی زیادتی کو مطلقاً قبول کیا جائے گا، بلکہ ان حضرات سے یہ منقول ہے کہ ترجیح کا لحاظ کیا جائے گا خواہ ثقہ نے کوئی زیادتی کی ہو یا ارسال واتصال یا رفع یا وقف کا اختلاف ہو۔

سوال ثالث: نخبة الفکر (ص ر ۴۴)

عبارت باعراب: وَالْمَقْبُوْلُ إِنْ سَلِمَ مِنَ الْمُعَارَضَةِ فَهُوَ الْمُحْكَمُ، وَإِنْ عُوْرِضَ بِمِثْلِهِ فَإِنْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ فَهُوَ النَّوْعُ الْمُسَمّٰى بِمُخْتَلَفِ الْحَدِيْثِ وَمَثَّلَ لَهُ إِبْنُ الصَّلَاحِ بِحَدِيْثِ "لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ" مَعَ حَدِيْثِ "فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ"۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و مطلب تحریر کیجئے۔ (ب) ان دونوں حدیثوں کو ابن الصلاح نے کس طرح جمع کیا ہے اور صاحب کتاب نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے، دونوں کی تفصیل تحریر کریں؟۔

جواب (الف) عبارت با اعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر مقبول اگر وہ مخالفت سے محفوظ ہو تو وہ محکم ہے، اور اگر (دوسری حدیث سے) اس کا معارضہ ہو تو اگر دونوں جمع کرنا ممکن ہو تو یہی وہ قسم ہے جس کا نام مختلف الحدیث ہے، اور حافظ ابن صلاحؒ نے حدیث ''لَا عَدْوٰی وَ لَا طِیَرَۃ'' کو حدیث ''فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَکَ مِنَ الْأَسَدِ'' کے ساتھ مختلف الحدیث کی مثال میں پیش کیا ہے۔

نوٹ: دوسری حدیث اور پہلی حدیث کے جملہ اولیٰ کے مضمون کے درمیان بظاہر تعارض ہے، کیونکہ دوسری حدیث میں کوڑھی کے مریض سے بھاگنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے، اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ کہیں کوڑھ دوسری میں متعدی نہ ہو جائے جبکہ پہلی حدیث میں صاف کہا گیا ہے کہ مرض متعدی نہیں ہوتا ہے۔

عبارت کا مطلب

یہاں سے مصنفؒ حدیث مقبول کی تقسیم فرما رہے ہیں، کہ حدیث مقبول اگر معارضہ سے محفوظ ہو یعنی کوئی دوسری حدیث اس کے مخالف نہ ہو تو وہ حدیث محکم ہے، اور اگر کوئی دوسری حدیث اس کے معارض ہو اور دونوں حدیثوں کے درمیان تعارض ہو جائے تو اب اس کی معارض حدیث یا تو اس کی طرح مقبول ہوگی یا مردود ہوگی، اگر معارض حدیث مردود ہو تو وہ ''حدیث مردود'' اس ''حدیث مقبول'' میں نظر انداز نہیں کر سکے گی، اس لئے کہ قوی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں ضعیف کی مخالفت مؤثر نہیں ہوتی اور اگر اس کی معارض اسی طرح کی مقبول ہو تو پھر بے جا تکلف کے دونوں کے مفہوم میں تطبیق ممکن ہوگی یا نہیں ہوگی اگر تطبیق ممکن ہے تو اسی حدیث کو ''مختلف الحدیث'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(ب) دونوں حدیثوں میں ابن صلاحؒ کی کیفیتِ جمع

مذکورہ دونوں حدیثوں کے تعارض کو ختم کرنے کے لئے حافظ ابن صلاحؒ نے دونوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلی حدیث ''لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ'' میں مرض کے بالذات وبالطبع متعدی ہونے کی نفی کی گئی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ بعض امراض مثلاً کوڑھ، برص وغیرہ بالذات متعدی ہوتے ہیں، لہذا اس حدیث میں اسی عقیدہ کا قلع قمع کیا گیا ہے۔

اور دوسری حدیث ''فِرَّ مِنَ الْمَجذُوْمِ الخ'' میں کوڑھ سے بھاگنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بعض امراض مثلاً برص، کوڑھ وغیرہ میں اختلاط، مرض کے متعدی، ہونے کے اسباب میں سے ہے، یعنی عادت اللہ یہی جاری ہے کہ بعض امراض کے مریض کے ساتھ تندرست آدمی کے اختلاط کو مرض کے متعدی ہونے کا سبب بنا دیتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ تعدیہ کا سبب ''اختلاط'' پایا جائے تو مرض متعدی ہوسکتا ہے، اسی لئے اس سبب سے بچنے کا حکم دیا گیا، خلاصۂ جمعِ حدیثین یہ ہیں کہ نفی بالذات تعدیہ کی اور اثبات تعدیہ بالسبب کی۔

صاحب کتاب کا اختیار شدہ طریقہ

صاحب کتابؒ فرماتے ہیں حدیث ''لَا عَدْوٰی'' میں تعدیہ کی نفی کو عام رکھنا ہی بہتر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے، تعدیہ کی نفی کو صرف ذات کے ساتھ خاص کرنا اچھا نہیں ہے، لہذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا مرض، کسی طرح بھی متعدی نہیں ہوتا ہے، نہ بالذات اور نہ بالسبب، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لَا یُعْدِیْ شَيْئٌ شَيْئًا" یعنی کوئی چیز کسی چیز میں متعدی نہیں ہوتی اس حدیث میں "لَا یُعْدِیْ" عام ہے، ہر طرح کے تعدیہ کی نفی کی گئی ہے۔

اور اس بات کی تائید دوسری ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں ایک شخص نے باصرار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ تندرست اونٹوں کے ساتھ خارش زدہ اونٹوں کے اختلاط کی وجہ سے تندرست اونٹ بھی خارش زدہ ہوجاتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو یہ جواب دیا کہ بات ایسی نہیں ہے، کیونکہ اگر بات یہی ہوتی تو سوال یہ ہے کہ پہلا خارش زدہ اونٹ کیسے خارش والا ہوا، جب کہ اس کا کسی خارش والا اونٹ کے ساتھ اختلاط نہیں ہوا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح خداوند قدوس ہی نے ابتداءً اپنی قدرت سے پہلے اونٹ میں خارش پیدا فرمائی ہے، اسی طرح اسی نے دوسرے اونٹ میں بھی خارش پیدا کی ہے، رہا دوسری حدیث میں مجذوم سے بھاگنے کا حکم تو وہ سوء اعتقاد سے بچانے کے لئے ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص کوڑھی وغیرہ کے ساتھ رہے اور بقضاء الٰہی اس میں بھی وہ مرض پیدا ہوجائے تو ممکن ہے کہ وہ یہ اعتقاد کر بیٹھے کہ مجھ میں یہ مرض فلاں شخص سے اختلاط کی وجہ سے ہوا ہے، اسی لئے اعتقاد بد کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے مجذوم شخص سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سنہ ۱۴۲۵ھ

سوال اول: نخبۃ الفکر (ص ر ۱۳)

عبارت باعراب: وَالثَّالِثُ: اَلْعَزِيْزُ وَهُوَ أَنْ لَا يَرْوِيَهُ اَقَلُّ مِنْ إِثْنَيْنِ عَنْ إِثْنَيْنِ وَسُمِّيَ بِذٰلِكَ إِمَّا لِقِلَّةِ وُجُوْدِهٖ وَإِمَّا لَكَوْنِهٖ اَعَزَّ أَيْ قَوِيَ بِمَجِيْئِهٖ مِنْ طَرِيْقٍ أُخَرَ، وَلَيْسَ شَرْطًا خِلَافًا لِمَنْ زَعَمَهٗ۔

(الف) عبارت باعراب نقل کر کے ترجمہ کریں۔ (ب) خبر عزیز کی تعریف اور وجہ تسمیہ لکھیں۔ (ج) اور ''لَيْسَ شَرْطًا الخ'' کی وضاحت کر کے بتائیں کہ ''مَنْ زَعَمَهٗ'' سے کون مراد ہیں ان کا مسلک بھی تحریر کریں۔

جواب (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: تیسری قسم خبر عزیز ہے، اور وہ ایسی خبر ہے جس کو دو راوی سے کم روایت نہ کریں دو راوی کے واسطے سے، اور اس قسم کا نام ''عزیز'' رکھا گیا یا تو اس کے کمیاب ہونے کی وجہ سے یا اس کے قوی ہونے کی وجہ سے یعنی وہ دوسری سند سے آنے کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے، اور عزیز ہونا خبر کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، یہ بات ان لوگوں کے خلاف ہے، جن کا گمان شرط ہونے کا ہے۔

(ب) خبر عزیز کی تعریف مع وجہ تسمیہ

خبر عزیز کی تعریف: خبر عزیز وہ خبر ہے جس کے راوی دو ... ہیں، خواہ ہر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

طبقہ میں دو ہی دو ہوں یا کسی طبقہ میں زائد بھی ہو گئے ہوں مگر کسی طبقہ میں دو سے کم نہ ہوئے ہوں۔(تحفۃ الدرر: ص ۱۲)

وجہ تسمیہ

(۱) اگر عزیز "عَزَّ الشَّیئُ یَعِزُّ عِزاً" (باب ضرب یضرب) سے ماخوذ ہے تو اس کا معنی ہے کمیاب ہونا، اس معنی کے اعتبار سے اس کو عزیز اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسری احادیث کے مقابلہ میں کمیاب اور قلیل الوجود ہے۔

(۲) اور اگر "عَزَّ الشَّیئُ یَعَزُّ" (باب سَمِعَ یسمع) سے ماخوذ ہے تو اس کا معنی قوی و مضبوط ہونا، اس معنی کے لحاظ سے اسکا نام "عزیز رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری سند سے آنے کی وجہ سے وہ قوی و مضبوط ہو جاتی ہے۔

(ج) "وَلَیْسَ شَرْطًا الخ" کی وضاحت

اس عبارت سے مؤلفؒ ان حضرات کی تردید کر رہے ہیں (جنہوں نے حدیث کے صحیح ہونے کے لئے عزیز ہونا شرط قرار دیا ہے) کہ حدیث کے صحیح ہونے کے لئے عزیز ہونا یعنی کم از کم دو سندوں کا ہونا شرط نہیں ہے غریب حدیث بھی صحیح ہو سکتی ہے، جبکہ اس کا راوی معتبر ہو اور صحت کی جملہ شرائط اس میں موجود ہوں۔

"مَنْ زَعَمَهٗ"

"من زعمہ" سے ابو علی جبائی معتزلی اور ابراھیم بن علیہ مراد ہیں، ان کا مسلک یہ ہے کہ حدیث کے صحیح ہونے کے لئے عزیز ہونا شرط ہے، اگر کسی حدیث ایک ہی سند سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آئے جس کو محدثینؒ کے اصطلاح میں غریب کہا جاتا ہے صحیح نہیں ہوسکتی ہے

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص ر ٦٢)

عبارت باعراب: وَأَمَّا مُدْرَجُ الْمَتْنِ فَهُوَ أَنْ يَقَعَ فِي الْمَتْنِ كَلَامٌ لَيْسَ مِنْهُ فَتَارَةً يَكُوْنُ فِيْ أَوَّلِهِ وَتَارَةً فِيْ أَثْنَائِهِ وَتَارَةً فِيْ اٰخِرِهِ وَهُوَ الْأَكْثَرُ لِأَنَّهُ يَقَعُ بِعَطْفِ جُمْلَةٍ عَلٰى جُمْلَةٍ أَوْبِدَمْجِ مَوْقُوْفٍ مِنْ كَلَامِ الصَّحَابَةِ أَوْمَنْ بَعْدَهُمْ بِمَرْفُوْعٍ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ فَهٰذَا هُوَ مُدْرَجُ الْمَتْنِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مطلب لکھیں (ب) اور مُدرج المتن کی مذکورہ تعریف کی مع مثال وضاحت کریں۔

جواب (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور بہر حال مدرج المتن تو وہ ایسی حدیث ہے جس کے متن کے ساتھ ایسا کلام واقع ہوجائے جو جنس متن سے نہ ہو۔

پھر کبھی تو ادراج آغازِ متن میں ہوتا ہے اور کبھی درمیان متن میں اور کبھی آخر متن میں اور اس کا وقوع بکثرت ہوتا ہے، کیونکہ یہ ایک جملہ کو دوسرے جملہ کے ساتھ ملانے سے ہوتا ہے، یا (اگر مخالفت واقع ہو) موقوف یعنی صحابہ وتابعین وغیرہ کے کلام کو مرفوع یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے ساتھ بلا فصل ملانے سے تو یہ ''مدرج المتن'' ہے۔

(مطلب) اس مقام سے مؤلف ''علیہ الرحمہ'' ساتویں قسم کی جرح ''مخالت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ثقات" کی دوسری صورت کو بیان کر رہے ہیں کہ کسی متعین متن کے ساتھ دوسرے کا کلام ملا دینے کی وجہ سے ثقات کی مخالفت لازم آئے، خواہ وہ دوسرا کلام صحابہ کا ہو یا تابعین یا ان کے علاوہ اور کسی کا ہو اور جس حدیث میں اس قسم کی مخالفت پائی جائے اس کو "مُدْرَجُ الْمَتْنِ" کہتے ہیں اور اس کی تین صورتیں ہیں (۱) متن کے شروع میں ادراج ہو (۲) متن کے درمیان میں ادراج ہو (۳) متن کے آخر میں ادراج ہو، تیسری قسم کا وقوع بکثرت ہوتا ہے کیونکہ ایسا عموماً ایک جملہ کو دوسرے جملہ کے ساتھ ملانے سے ہوتا ہے۔

اور لوگوں کی عادت یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے کے بعد دوسری باتیں بھی بیان کرتے ہیں تو ایسا عین ممکن ہے کہ سامعین میں سے کوئی، دوسری باتوں میں سے کسی بات کو حدیث کا ٹکڑا خیال کر کے ایک ساتھ دونوں کو روایت کر دے۔

(ب) توضیح "مُدرج المتن" مع مثال

مدرج المتن وہ حدیث مردود ہے جس کے متن کے ساتھ کوئی دوسرا کلام ملا دیا گیا ہو جس کی وجہ سے ثقات کی مخالفت لازم آ رہی ہو خواہ دوسرا کلام صحابہ کے اقوال میں سے ہو یا تابعین کے یا کسی اور کے۔

(۱) ادراج یا تو اوائل متن ہوگا جیسے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ"

اس حدیث میں پہلا جملہ "أسبغوا الوضوء" حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام ہے جس کو ابو قُطنؒ اور شبابہؒ نے ابتدائے حدیث میں مدرج کر دیا ہے۔

(۲) یا وسطِ متن میں ہوگا جیسے حدیث عائشہؓ "كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَحَنَّثُ فِي غَارِ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جزاء وَهُوَ الْمُتَعَبِّدُ“ اس میں ”وهو المتعبد“ مدرج ہے۔

(۳) یا ادراج آخر سند میں ہوگا، جیسے ابوخثیمہ کے واسطے سے تشہد ابن مسعودؓ کے آخر میں ”اذا قلت هذا فقد قضيت صلوتک“ اس میں اذا کے بعد مدرج ہے۔

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص/۷۱)

عبارت بااعراب: ثُمَّ الْبِدْعَةُ وَهِيَ إِمَّا أَنْ تَكُونَ بِمُكَفِّرٍ أَوْ بِمُفَسِّقٍ فَالْأَوَّلُ لَا يَقْبَلُ صَاحِبَهَا الْجُمْهُورُ فَالْمُعْتَمَدُ أَنَّ الَّذِي تُرَدُّ رِوَايَتُهُ مَنْ أَنْكَرَ أَمْرًا مُتَوَاتِرًا مِنَ الشَّرْعِ مَعْلُومًا مِنَ الدِّينِ بِالضَّرُورَةِ وَكَذَا مَنْ إِعْتَقَدَ عَكْسَهُ فَأَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ وَانْضَمَّ إِلَى ذَالِكَ ضَبْطُهُ لِمَا يَرْوِيْهِ مَعَ وَرْعِهِ وَتَقْوَاهُ فَلَا مَانِعَ مِنْ قَبُوْلِهِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب کی وضاحت کریں۔ (ج) نیز بدعتی راوی کی روایت کا حکم مع اختلاف تحریر کریں اور اس بارے میں قول معتمد کی مکمل تشریح کریں۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: پھر بدعت ہے، اور وہ یا تو کفر کی طرف منسوب کرنے والی بات کے ذریعہ ہوگی یا فسق کی طرف منسوب کرنے ولی بات کے ذریعہ ہوگی پس پہلی قسم کے بدعتی (کی حدیث) کو جمہور قبول نہیں کرتے۔

لہذا معتمد بات یہ ہے کہ جس بدعتی کی روایت مردود ہوگی وہ ایسا شخص ہے جو شریعت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی کسی ایسی متواتر چیز کا منکر ہو جس کا دین میں ہونا بداہۃ معلوم ہو، اسی طرح جو اس کے برعکس کا اعتقاد رکھے، لیکن جو شخص اس صفت کا نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنی مرویات کو ضبط کرنا شامل ہو نیز صاحب ورع وتقوی ہو تو اس کی قبولیت میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

(ب) توضیح مطلب

مؤلف علیہ الرحمہ اس مقام سے طعن راوی کا نواں سبب بدعت کی تفصیل کر رہے ہیں کہ بدعت، ایسی چیزوں کا اعتقاد رکھنا ہے جس کی مثال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام اور تابعین کے یہاں موجود نہ ہو، بدعت کی دو قسمیں ہیں، (اوّل) جس سے کفر لازم آتا ہو، جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات میں حق تعالی جلّ مجدہ کے حلول کا عقیدہ یا ختمِ نبوت کا انکار۔
(دوم) مستلزم فسق یعنی جس سے فسق لازم آتا ہو، جیسے عام عقائد بدعیہ اور خیالات فاسدہ پھر مستلزم کفر کی حدیث جمہور کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور مستلزم فسق کی حدیث اصح قول کے مطابق مقبول ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بدعتی کی حدیث درج ذیل شروط کے ساتھ قبول کی جاسکتی ہے

(۱) جو امر شرعی متواتر طریق سے ثابت ہے اور امور دینیہ ضروری میں شامل ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ وہ بدعتی اعتقادًا یا عملًا اس کا منکر نہ ہو۔

(۲) بدعتی ہونے کے علاوہ ثقافت کی تمام صفات اس میں موجود ہوں۔

(۳) اپنے غلط مذہب کی تقویت کے لئے قرآن وحدیث کی تحریف نہ کرتا ہو۔

(۴) جھوٹ کو جائز نہ سمجھتا ہو، اس کی روایت کردہ حدیث سے اس کے غلط نظریات کی تائید نہ ہوتی ہو۔ (تحفۃ الدرر: ص ر ۴۳)

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) بدعتی کی روایت کا حکم مع اختلاف

بدعتی کی روایت کے سلسلے میں مصنف علیہ الرحمہ چار اقوال ذکر کئے ہیں،

(۱) جمہور کے نزدیک مردود ہے بعض لوگوں کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے خواہ اپنے مذہب کی تائید وحمایت میں حلتِ کذب کا اعتقاد رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

(۲) بعض لوگوں نے کہا کہ اگر اپنے مذھب کی حمایت میں حلت کذب کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگر اعتقاد رکھتا ہو تو مردود ہے۔

(۳) علامہ تقی الدین ابن دقیق العیدؒ کی تحقیق یہ ہے کہ مطلقاً کسی بھی بدعتی کی روایت مردود نہیں ہوگی کیونکہ ہر فرقے اپنے مخالفین کو بدعتی کہتا ہے۔

بلکہ بسا اوقات ایک قدم آگے بڑھکر مخالفین کی تکفیر بھی کرنے لگتے ہیں تو اگر ان کی بات مطلقاً مان لی جائے تو ہر فرقے کی تکفیر لازم آئے گی۔

اور سب کی روایتیں مردود ہو جائیں گی لیکن اگر بدعتی ایسا ہو جو شریعت کی کسی ایسی چیز کا منکر ہو جس کا شریعت میں ہونا متواتر اور بداہۃً معلوم ہو یا جس کا شریعت میں نہ ہونا بدیہی ہو اور وہ اس کے ہونے کا اعتقاد رکھے جیسے سجود صنم وغیرہ تو اس کی روایت یقیناً مردود ہوگی۔

قول معتمد کی تشریح

حافظ ابن حجرؒ نے بدعتی کی روایت معتبر ہونے اور نہ ہونے کے سلسلے میں "قول معتمد" کے عنوان سے فرمایا کہ جس بدعتی کی روایت مردود ہوگی وہ ایسا شخص ہے جو شرع کے کسی امر متواتر کا انکار کرتا ہو جیسے نماز، روزہ وغیرہ اور اسی طرح اس کے برعکس کا اعتقاد رکھتا ہو یعنی ایسی چیز کو دین سمجھ بیٹھے جس کا شریعت میں نہ ہونا بداہۃً معلوم ہو جیسے سجود صنم وغیرہ تو اس کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

روایت یقیناً مردود ہوگی اور اگر کوئی بدعتی مذکورہ چیزوں سے متصف نہ ہو اور اس کا ضبط اور حفظ ٹھیک ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ورع وتقوی کے حامل بھی ہو تو اس کی روایت قبول کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

سنہ ۱۴۲۴ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص/۱۲)

عبارت بااعراب: وَالثَّانِيْ وَهُوَ أَوَّلُ أَقْسَامِ الْآحَادِ مَالَهُ طُرُقٌ مَحْصُوْرَةٌ بِأَكْثَرَ مِنْ إِثْنَيْنِ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِوُضُوْحِهِ وَهُوَ الْمُسْتَفِيْضُ عَلٰى رَأْيِ جَمَاعَةٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ غَايَرَ بَيْنَ الْمُسْتَفِيْضِ وَ الْمَشْهُوْرِ بِأَنَّ الْمُسْتَفِيْضَ يَكُوْنُ فِي إِبْتِدَائِهِ وَإِنْتِهَائِهِ سَوَاءً وَالْمَشْهُوْرُ أَعَمُّ مِنْ ذَالِكَ" وَمِنْهُمْ مَنْ غَايَرَ عَلٰى كَيْفِيَّةٍ أُخْرٰى۔

(ب) عبارت بااعراب نقل کرکے ترجمہ کیجئے۔ (ج) اور مذکورہ عبارت میں خبر مشہور اور مستفیض کے درمیان جو فرق کیا گیا ہے، اس کو مفصل لکھئے۔

جواب: (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور دوسری قسم جو کہ اخبار آحاد کی پہلی قسم ہے جس کی دو سے زیادہ سندیں ہوں اور محصور ہو، اور یہ محدثین کے نزدیک "مشہور" ہے، اس کا نام مشہور رکھا گیا ہے اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے واضح ہونے کی وجہ سے۔

اور ائمہ فقہاء کی ایک جماعت کی رائے کے مطابق وہی خبر مستفیض بھی ہے اور بعض حضرات نے مستفیض اور مشہور کے درمیان اس طرح فرق کیا ہے، کہ مستفیض وہ ہے جس کا ابتداء وانتہاء برابر ہو اور مشہور اس سے عام ہے اور بعض لوگوں نے دوسرے طریقہ پر فرق کیا ہے۔

(ب) خبر مشہور اور مستفیض کی تعریف مع وجہ تسمیہ

خبر مشہور کی تعریف: خبر مشہور وہ ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زائد ہوں، مگر تواتر کی تعداد سے کم ہوں، یا اس سے علم یقینی بدیہی حاصل نہ ہو۔

وجہ تسمیہ: اس کو مشہور اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہر شخص کے سامنے واضح اور ظاہر وباہر ہو جاتی ہے۔

خبر مستفیض کی تعریف ''بقول بعض خبر مستفیض کی بھی وہی تعریف ہے جو خبر مشہور کی ہے یعنی جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زائد ہوں مگر تواتر کی تعداد سے کم ہوں، اور بعض کے نزدیک خبر مستفیض وہ خبر ہے جس کے ہر طبقے میں راویوں کی تعداد یکساں ہوں کسی طبقہ میں کم زائد نہ ہوئی ہو مثلاً: سند کے شروع میں راویوں کی تعداد چار ہے تو آخر تک ہر طبقہ میں تعداد چار ہی رہی ہو کم وبیش نہ ہوئی ہو۔

وجہ تسمیہ: اس خبر کو مستفیض اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ماخوذ ہے ''فَاضَ الْمَاءُ يَفِيضُ فَيْضًا'' سے جس کا معنی ہے پانی کی روآنا کثرت سے بہنا اور ''فَاضَ الْخَبَرُ'' کا معنی ہوا خبر کا پھیلنا تو چونکہ مذکورہ خبر دو سے زیادہ لوگوں کے روایت کرنے کی وجہ سے عوام وخواص

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

میں پھیل جاتی ہے اسی لئے اس کو مستفیض کہا جاتا ہے۔

(ج) مستفیض اور مشہور کے درمیان فرق

(۱) خبر مستفیض کی اگر پہلی تعریف مانی جائے تو مشہور اور مستفیض کے درمیان تساوی کی نسبت ہے (۲) اور اگر مستفیض کی دوسری تعریف مانی جائے تو مشہور اور مستفیض کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، مستفیض خاص ہے اور مشہور عام ہے چناں چہ ہر مستفیض مشہور ہوگی لیکن ہر مشہور مستفیض نہیں ہوگی۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/۵۰)

عبارت بااعراب: وَالثَّانِيْ وَهُوَ مَا سَقَطَ عَنْ اٰخِرِهٖ مَنْ بَعْدَ التَّابِعِيِّ هُوَ الْمُرْسَلُ وَصُوْرَتُهٗ اَنْ يَّقُوْلَ التَّابِعِيُّ سَوَاءٌ كَانَ كَبِيْرًا اَوْ صَغِيْرًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَذَا اَوْ فَعَلَ كَذَا اَوْ فُعِلَ بِحَضْرَتِهٖ كَذَا اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا ذُكِرَ فِيْ قِسْمِ الْمَرْدُوْدِ لِلْجَهْلِ بِحَالِ الْمَحْذُوْفِ لِاَنَّهٗ يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ صَحَابِيًّا وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ تَابِعِيًّا وَعَلَى الثَّانِيْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ ضَعِيْفًا وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ ثِقَةً۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ (ب) مطلب لکھئے (ج) نیز حدیث مرسل کی تعریف اور اس کی مثال تحریر کیجئے۔

جواب (الف) عبارت بااعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: اور دوسری قسم "مرسل" ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس کے آخر سے تابعی کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بعد والا راوی حذف ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ تابعی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا یہ کہے ''رسول اللہ ﷺ نے ایسا کہا، یا آپ ﷺ نے ایسا کیا یا آپ ﷺ کی موجودگی میں ایسا کیا گیا، یا ان جیسے الفاظ اور ''مرسل'' کو مردود کی قسم میں اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ محذوف کا حال معلوم نہیں ہے، کیونکہ اس کا صحابی اور تابعی دونوں ہونا ممکن ہے، تابعی ہونے کی صورت میں احتمال ہے کہ ضعیف ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ثقہ ہو۔

(ب) توضیح عبارت:

والثانی ''وھو مَاسَقَطَ عَنْ اٰخِرِہٖ الخ'' اس مقام سے مؤلف علیہ الرحمہ سقوط راوی کے اعتبار سے مردود کی دوسری قسم ''مرسل'' کو بیان فرمارہے ہیں کہ حدیث مرسل وہ ہے جس کی سند کے آخر سے تابع کے بعد کوئی راوی حذف ہو، اور تابعی نے براہ راست حدیث کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کردی ہو خواہ تابعی بڑے رتبے کا ہو یا چھوٹے درجے کا ہو، مثلاً تابعی کہے، آپ ﷺ نے یہ کہا یہ کیا، اور آپ ﷺ کی موجودگی میں ایسا کیا گیا یا آپ ﷺ ایسے ایسے تھے، یا آپ ﷺ نے یہ حکم دیا وغیرہ۔

اور ''إِنَّمَا ذُکِرَ فِیْ قِسْمِ الْمَرْدُوْدِ الخ' سے حدیث مرسل کو مردود کی قسم میں ذکر کرنے کی وجہ بیان کررہے ہیں کہ مرسل کو مردود کے اقسام میں اس لئے شمار کیا گیا کہ محذوف کا حال مجہول ہوتا ہے معلوم نہیں کہ محذوف صحابی ہے یا تابعی اگر محذوف تابعی ہو تو وہ ثقہ اور ضعیف دونوں ہونے کا احتمال رکھتا ہے اور اگر وہ ثقہ ہی ہو تو پھر اس میں بھی دو احتمال ہے کہ اس نے کسی دوسرے صحابی سے سنا ہوگا یا کسی تابعی سے سنا ہوگا، اور اگر وہ تابعی سے سنا ہو تو اس کے ثقہ اور ضعیف ہونے کا مسئلہ سامنے آئے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) حدیث مرسل کی تعریف مع مثال

حدیث مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد کوئی راوی حذف ہو اور تابعی نے حدیث کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردی ہو، خواہ وہ تابعی بڑے رتبے کا ہو یا چھوٹے رتبے کا ہو۔

جیسے: عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رحمہ اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَھٰی عَنِ الْمُزَابَنَۃِ

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص ر ۸)

عبارت با اعراب: وَھُوَ مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُؤْمِنًا بِہٖ وَمَاتَ عَلَی الْاِسْلَامِ وَلَوْ تَخَلَّلَتْ رِدَّۃٌ فِی الْاَصَحِّ وَالتَّعْبِیْرُ بِاللُّقِیِّ اَوْلٰی مِنْ قَوْلِ بَعْضِھِمْ: اَلصَّحَابِیُّ مَنْ رَاَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے۔ (ب) اور فوائد قیود کی وضاحت اور اس کی مراد لکھ کر صحابی کی دونوں تعریفوں کی تشریح کریں۔

جواب: (الف) عبارت با عراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: صحابی وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو، اور اسلام ہی پر اسکی وفات ہوئی ہو اگر چہ (دیکھنے اور وفات کے درمیان) ارتداد حائل ہو گیا ہو اصح قول کے مطابق اور لقاء کی تعبیر اولیٰ و بہتر ہے بعض حضرات کی اس تعبیر سے کہ صحابی وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔

(ب) فوائد قیود کی وضاحت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قولہ: لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ، میں لفظ لقاء بمنزلہ جنس ہے جس میں صحابی وغیر صحابی دونوں داخل ہیں اور قولہ "مؤمنا" فصل اوّل ہے اس قید سے وہ شخص صحابی ہونے سے نکل گیا جس نے آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو لیکن کفر کی حالت میں، اور قولہ "مؤمنا به" میں لفظ "به"، فصل ثانی ہے یعنی صحابی وہ ہے جو آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے ملا ہو لہٰذا اس قید سے وہ شخص صحابی ہونے سے خارج ہو گیا جو آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت مؤمن تو تھا لیکن اس کا ایمان آپ ﷺ پر نہیں تھا بلکہ دوسرے انبیاء کرام پر تھا۔

اور قولہ "ومات على الإسلام" فصل ثالث یعنی صحابی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ایمان کی حالت میں ملاقات کے بعد ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ہو، لہٰذا اس قید سے وہ شخص صحابی ہونے سے خارج ہو گیا جس نے ایمان کی حالت میں ملاقات تو کی تھی لیکن مرنے سے پہلے "العیاذ باللہ" مرتد ہو گیا اور ارتداد ہی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ جیسے عبداللہ بن جحش۔

لقاء کی مراد: ملاقات میں بہت ہی عموم ہے، کسی شخص کا آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنا، آپ کے ساتھ چلنا، آپ ﷺ کے پاس اسکا پہنچنا یا تو آپ ﷺ کا اس کے پاس پہنچنا آپ ﷺ کا کسی شخص کو دیکھنا، کسی کا آپ کو دیکھنا، خواہ بالقصد دیکھنا ہو یا کسی اور کو دیکھنے کا ارادہ کیا مگر نگاہ آپ ﷺ پر پہنچ گئی، یہ تمام چیزیں ملاقات میں داخل ہیں۔

ملاحظہ: البتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رویت میں دو قید ہے ایک یہ کہ آپ ﷺ کو دنیا میں بحالت زندگی دیکھا ہو، لہٰذا اگر کسی نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دفن سے پہلے دیکھ لیا یا دفن کے بعد بحالت نوم دیکھ لیا تو وہ صحابی نہیں ہوگا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دوسری قید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو حیوۃ دنیویہ میں دیکھا ہو لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شب معراج میں آسمانوں پر انبیاء کرام کو دیکھنا ان کی صحابیت کا ثبوت نہیں ہے۔

صحابی کی دونوں تعریفیں

پہلی تعریف: مصنفؒ نے دو تعریفیں ذکر کی ہیں (۱) اَلصَّحابِیُّ" مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَی الْإِسْلَامِ۔

یعنی صحابی وہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو اگرچہ دیکھنے اور وفات کے درمیان) ارتداد حائل ہو گیا ہو۔

(۱) **دوسری تعریف:** اَلصَّحابِیُّ هُوَ كُلُّ مُسْلِمٍ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَاتَ عَلَی الْإِسْلَامِ" یعنی صحابی ہر وہ مسلمان ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو اور اسلام ہی پر اس کی وفات ہوئی ہے۔

تشریح: پہلی تعریف میں لقاء کی تعبیر اختیار کی گئی ہے اور دوسری تعریف میں رویت کی، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ رویت کی تعبیر کے مقابلے میں لقاء کی تعبیر اَولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ رویت کی تعبیر سے وہ حضرات صحابہ ہونے سے خارج ہو جائیں گے جو نابینا تھے، اور بحالت ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف ان کو حاصل تھا جیسے عبداللہ ابن اُم مکتومؓ وغیرہ حالانکہ بالاتفاق وہ صحابہ ہیں لیکن لقاء کی تعبیر سے صحابہ میں داخل ہی رہیں گے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

۱۴۲۳ھ

سوال اوّل: نخبۃ الفکر (ص/ ۱۷)

عبارت باعراب: وَقَدْ يَقَعُ فِيْهَا مَايُفِيْدُ الْعِلْمَ النَّظْرِيَّ بِالْقَرَائِنِ عَلَى الْمُخْتَارِ خِلَافًا لِمَنْ اَبٰى ذٰلِكَ وَالْخِلَافُ فِي التَّحْقِيْقِ لَفْظِيٌّ لِأَنَّ مَنْ جَوَّزَ اِطْلَاقَ الْعِلْمِ قَيَّدَهٗ بِكَوْنِهٖ نَظْرِيًّا وَهُوَ الْحَاصِلُ عَنِ الْاِسْتِدْلَالِ وَمَنْ اَبَى الْاِطْلَاقَ خَصَّ لَفْظَ الْعِلْمِ بِالْمُتَوَاتِرِ۔

(الف) عبارت باعراب لکھ کر ترجمہ کریں۔ (ب) اَخبار آحاد مُنضم بالقرائن کے مفید علم ہونے کے بارے میں اختلاف لکھئے۔ (ج) اور لفظی ہونے کی تشریح کر کے علم نظری کی تعریف کیجئے۔

جواب: (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ: اور بسا اوقات اس اَخبار آحاد میں ایسی خبر بھی آتی ہے جو بقول مختار قرائن کی وجہ سے علم نظری کا فائدہ دیتی ہے، یہ بات ان حضرات کے خلاف ہے جنہوں نے قول مختار کا انکار کیا ہے، اور درحقیقت یہ اختلاف لفظی ہے اس لئے کہ جنہوں (خبر واحد کے مفاد پر) علم کے استعمال کو جائز قرار دیا، انہوں نے اس کو نظر کے ساتھ مقید کیا جو کہ استدلال سے حاصل ہوتا ہے اور جنہوں اس استعمال کا انکار کیا انہوں نے لفظ علم کو متواتر کے ساتھ خاص کیا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ب) أخبار آحاد منضم بالقرائن

اخبار آحاد منضم بالقرائن کے مفید علم ہونے کے بارے میں ائمہ کرامؒ کے مابین اختلاف ہے (۱) جمہور کی رائے یہ ہے کہ مفید یقین نہیں ہیں خواہ ان کے ساتھ قرائن ملے ہوئے ہوں یا نہ ہوں، بلکہ وہ ہر حال میں یکساں یعنی مفید ظن ہیں۔

(۲) محققین حضرات جن میں حافظ ابن حجرؒ بھی ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ اگر قرائن نہ ملے ہوئے ہوں تو مفید ظن ہیں، اور اگر قرائن ملے ہوئے ہوں تو خبر واحد مفید یقین ہے اور یہ یقین نظری ہوگا جو کہ غور و فکر اور استدلال سے حاصل ہوتا ہے، یقین بدیہی نہیں ہوگا۔

(ج) خلاف لفظی ہونے کی تشریح

جواب ۱۴۲۷ھ سوال (۱) جزء (ب) پر گذر چکا ہے۔

علم نظری کی تعریف

علم نظری وہ علم ہے جو کہ قرائن میں غور و فکر اور استدلال سے حاصل ہوتا ہے۔

سوال ثانی: نخبۃ الفکر (ص/۴۶)

وَالنَّسْخُ رَفْعُ تَعَلُّقِ حُكْمٍ شَرْعِيٍّ الخ

سوال مع مکمل جواب ۱۴۲۹ھ کے سوال نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

سوال ثالث: نخبۃ الفکر (ص/۴۷)

عبارت بااعراب: ثُمَّ سُوْءُ الْحِفْظِ وَالْمُرَادُ بِهٖ مَنْ لَمْ يَرْجَحْ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جَانِبُ إِصَابَتِهٖ عَلٰی جَانِبِ خَطَائِهٖ وَهُوَ عَلٰی قِسْمَيْنِ إِنْ كَانَ لَازِمًا لِلرَّاوِيْ فِيْ جَمِيْعِ حَالَاتِهٖ فَهُوَ الشَّاذُّ وَإِنْ كَانَ سُوْءُ الْحِفْظِ طَارِيًا عَلَى الرَّاوِيْ إِمَّا لِكِبَرِهٖ أَوْ لِذَهَابِ بَصَرِهٖ أَوْ لِاحْتِرَاقِ كُتُبِهٖ أَوْ عَدَمِهَا بِأَنْ كَانَ يَعْتَمِدُهَا فَرَجَعَ إِلٰى حِفْظِهٖ فَسَاءَ فَهٰذَا هُوَ الْمُخْتَلِطُ۔

(الف) عبارت باعراب لکھ کر ترجمہ کیجئے، مطلب لکھئے (ب) سَیِّئُ الحفظ راوی سے کون راوی مراد ہے لکھنے کے بعد سوء حفظ کی دونوں قسموں لازم اور طاری کی وضاحت کیجئے۔

جواب: (الف) عبارت باعراب سوال میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: پھر سوء حفظ ہے اور سوء حفظ سے مراد وہ شخص ہے جس کی درستگی کی جانب غلطیوں کی جانب سے راجح نہ ہو اور سوء حفظ کی دو قسمیں ہیں اگر یہ خرابی راوی کے لئے تمام حالات میں لازم ہو تو ہو حدیث شاذ ہے۔

اور اگر حافظہ کی یہ خرابی راوی پر عارض ہو یا تو طول عمر کی وجہ سے یا بینائی کے ختم ہونے، کتابوں کے جل جانے یا ان کے گم ہوجانے کی وجہ سے بایں طور کہ وہ راوی پہلے کتابوں پر اعتماد رکھتا تھا اب اپنے حافظے کی طرف رجوع کیا تو غلطی کر بیٹھا تو ایسا ہی شخص مختلط ہے۔

توضیح عبارت

راوی پر جرح کی دسویں اور آخری قسم اس کا "سَیِّئُ الحفظ" ہونا ہے یعنی اگر کسی راوی کا حافظہ خراب ہو تو اس کی حدیث مردود ہے، لیکن وہ کیا معیار ہے کہ جس سے حافظہ کی خرابی کا علم ہو اور اس کی حدیث مردود ہو، کیونکہ کچھ نہ کچھ خرابی تو ہر شخص کے حافظہ میں ہوتی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تو اس بارے میں مصنفؒ جواب دیا کہ اس کا معیار یہ ہے کہ اگر درستگی کا پلہ غلطیوں کے پلے سے راجح نہ ہو بلکہ یا تو اس کی غلطیاں راجح ہوں یا دونوں برابر ہوں لہذا جس شخص کا حافظہ ایسا ہو وہ سوء حفظ کا شکار ہے، اور اس کی حدیث مردود ہے۔

* اور یہ یادداشت کی خرابی دو طرح کے ہیں (۱) ایک یہ کہ فطری اور پیدائشی طور پر راوی کے لئے ہر حالات میں لازم ہو تو اس کی حدیث بعض محدثین کی رائے کے مطابق ''شاذ'' ہے۔
اور اگر حافظہ کی یہ خرابی راوی پر عارض ہو تو ایسے راوی کو محدثین کرام مختلط کہتے ہیں۔

سوء حفظ سے مراد

سوء حفظ سے ہر وہ شخص مراد ہے جس کے درستگی کا پلہ غلطیوں کے پلے سے راجح نہ ہو بلکہ اس کی غلطیاں راجح ہوں یا دونوں برابر ہوں۔

سوء حفظ کی دو قسمیں

یادداشت کی خرابی دو طرح کی ہیں، (۱) حافظہ کی خرابی راوی پر جمیع حالات میں لازم ہو، یعنی فطری اور پیدائشی طور پر ہی اس کا حافظہ خراب ہو تو ایسے حافظے والے راوی کا کوئی نام نہیں ہے البتہ بعض محدثین اس کی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

(۲) دوسری یہ کہ ابتداءً تو حافظہ اچھا تھا بعد میں کسی عارض کی وجہ سے بگڑ گیا ''عوارض مختلف'' ہو سکتے ہیں مثلاً یہ کہ عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے خراب ہو جائے یا کوئی شخص حدیث کو بیان کرنے میں تحریری نوشتوں پر اعتماد کرتا تھا لیکن اب اس کی بینائی جاتی رہی یا وہ تحریری نوشتے اور کتب جل گئے یا وہ گم ہو گئے جس کی وجہ سے اس نے اپنے حافظے کی مدد سے حدیث بیان کرنا شروع کی اور غلطیاں ہوتی گئیں تو ایسے راوی کو محدثین مختلط کہتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مصطلاحات علم الحديث

(۱) **علم مصطلح الحديث:** علم بأصول وقواعد يعرف بها احوال السند والمتن من حيث القبول والرد۔

(۲) **موضوعه:** السند والمتن من حيث القبول والرد۔

(۳) **غرضه:** معرفة الصحيح والسقيم من الأحاديث۔

(۴) **الحديث:** ما أضيف إلى النبى ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة۔

(۵) **الخبر:** فيه ثلاثة أقوال (الأول) هو مرادف للحديث (الثانى) هو اعم من الحديث إى ما أضيف الى النبى ﷺ أو غيره (الثالث) هو مباين للحديث: فالحديث ما أضيف إلى النبى ﷺ، والخبر ما أضيف الى غير النبى ﷺ۔

(۶) **الأثر:** ما أضيف الى الصحابة أو التابعين أو من بعدهم من قول أو فعل۔

(۷) **الإسناد:** حكاية طريق المتن أو الطريق نفسه۔

(۸) **السند:** سلسلة الرجال الموصلة إلى المتن۔

(۹) **المتن:** ما ينتهى اليه الإسناد من الكلام۔

(۱۰) **المتواتر:** هو الحديث الذى رواه عدد كثير تحيل العادة تواطئهم على الكذب فى جميع طبقات السند۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱۱) **المشهور:** هو الحديث الذی رواه ثلاثة فأكثر فی جميع طبقات السند ما لم يبلغ حد التواتر۔

(۱۲) **العزيز:** هو الحديث الذی لا يقل رواته عن إثنين فی جميع طبقات السند۔

(۱۳) **الغريب:** هو الحديث الذی تفرد بروايته راوٍ واحد فی موضع من السند۔

(۱۴) **المقبول:** هو الحديث الذی يرجح صدق ناقله۔

(۱۵) **المردود:** هو الحديث الذی لم يرجح صدق ناقله۔

(۱۶) **الفرد المطلق او الغريب المطلق:** هو الحديث الذی وقعت الغرابة فی أصل سنده (فی طبقة التابعی)۔

(۱۷) **الفرد النسبي أو الغريب النسبی:** هو الحديث الذی وقعت الغرابة فی وسط سنده۔

(۱۸) **الصحيح لذاته:** هو الحديث الذی اتّصل سنده برواية عادل تام الضبط غير علة ولا شذوذ۔

(۱۹) **الحسن لذاته:** هو الحديث الذی اتصل سنده برواية عادل خفيف الضبط غير علة ولا شذوذ۔

(۲۰) **الصحيح لغيره:** هو الحسن لذاته إذا تعددت طرقه۔

(۲۱) **الحسن لغيره:** هو الحديث الضعيف إذا تعددت طرقه۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(٢٢) **المحفوظ:** هو الحديث الذى رواه الأوثق مخالفا للثقة۔

(٢٣) **الشاذ:** هو الحديث الذى رواه الثقة مخالفًا لمن هو اولى منه۔

(٢٤) **المنكر:** هو الحدث الذى رواه الضعيف مخالفًا للثقة۔

(٢٥) **المعروف:** هو الحديث الذى رواه الثقة مخالفًا للضعيف۔

(٢٦) **المتابعة:** هى أن يشارك الراوى غيره فى رواية الحديث۔

(٢٧) **المتابعة التامة:** هى أن تحصل المشاركة للراوى من أول الإسناد۔

(٢٨) **المتابعة القاصرة:** هى أن تحصل المشاركة للراوى فى أثناء الاسناد۔

(٢٩) **الإعتبار:** هو تتبع طرق الحديث الفرد لمعرفة التابع والشاهد۔

(٣٠) **المتابع أو التابع:** هو الحديث الذى يشارك فيه رواته رواة الحديث الفرد لفظًا ومعنًى اومعنًى فقط مع الإتحاد فى الصحابى۔

(٣١) **الشاهد:** هو الحديث الذى يشارك رواته رواة الحديث الفرد (لفظًا ومعنًى، اومعنًى) فقط مع الإختلاف فى الصحابى۔

(٣٢) **تعريف آخر للتابع:** هو الحديث الذى يشارك رواته رواة الحديث الفرد لفظًا سواء إتّحد الصحابى أو اختلف۔

(٣٣) **تعريف آخر للشاهد:** هو الحديث الذى يشارك رواته رواة الحديث الفرد معنًى سواء إتّحد الصحابى أو اختلف۔

(٣٤) **المحكم:** هو الحديث المقبول الذى سلم من

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

معارضة مثله۔

(۳۵) **مختلف الحديث**: هو الحديث المقبول المعارض بمثله مع إمكان الجمع بينهما۔

(۳٦) **النسخ**: رفع الشارع حكمًا منه بحكم آخر۔

(۳۷) **الناسخ**: هو الحديث المقبول المعارض بمثله إذا ثبت كونه مقدمًا۔

(۳۸) **المنسوخ**: هو الحديث المقبول المعارض بمثله إذا ثبت كونه مقدمًا۔

(۳۹) **الراجح**: هو الحديث المقبول المعارض بمثله الذی ثبت ترجيحه على معارضه۔

(٤٠) **المرجوح**: هو الحديث المقبول المعارض بمثله الذی ثبت ترجيح معارضه عليه۔

(٤۱) **المعلّق**: هو الحديث الذی سقط من مبدأ إسناده راوٍ أو أكثر۔

(٤۲) **المرسل**: هو الحديث الذی سقط من آخر إسناده من بعد التابعی۔

(٤۳) **المعضل**: هوا الحديث الذی سقط من إسناده إثنان أو أكثر على التوالی۔

(٤٤) **المنقطع**: هو الحديث الذی سقط من إسناده واحد أو أكثر بغير التوالی۔

(٤٥) **التدليس**: هو إخفاء عيب فی الإسناد وتحسين لظاهره وهو على ثلاثة أقسام (۱) تدليس الإسناد (۲) تدليس الشيوخ (۳) تدليس التسوية۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴۶) **تدلیس الإسناد:** ھو أن یروی الراوی عن شیخ سمع منه حدیثا لم یسمع منه بلفظ یوھم السماع۔

(۴۷) **تدلیس الشیوخ:** ھو أن یروی الراوی عن شیخ سمع منه حدیثا سمعه منه لکن یذکرہ باسم أو کنیۃ أو نسبۃ أو وصفۃ لا یعرف بھا۔

(۴۸) **تدلیس التسویۃ:** ھو أن یروی الراوی عن شیخ سمع منه لکن یُسقط ضعیفا بین الثقتین لقی أحدھما الآخر بلفظ یوھم السماع۔

(۴۹) **المرسل الخفی:** ھو أن یروی الراوی عن شیخ عاصرہ لکن ما لقیه بلفظ یوھم السماع۔

(۵۰) **الموضوع:** ھو الکذب المختلق المصنوع المنسوب إلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم۔

(۵۱) **المتروک:** ھو الحدیث الذی فی إسنادہ راو متّھم بالکذب۔

(۵۲) **المنکر:** ھو الحدیث الذی فی إسنادہ راو فحش غلطه أو کثرت غفلته أو ظھر فسقه۔

(۵۳) **المعلّل:** ھو الحدیث الذی اطلع فیه علی علۃ فاسقۃ فادحۃ مع أن الظاھر السلامۃ منھا۔

(۵۴) **مدرج الإسناد:** ھو الحدیث الذی غیّر سیاق إسنادہ۔

(۵۵) **مدرج المتن:** ھو الحدیث الذی أدخل فیه ما لیس منه بلا فصل

(۵۶) **المقلوب:** ھو الحدیث الذی وقع التغییر فی إسنادہ او

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

متنه بتقديم أو تأخير أو نحوه۔

(٥٧) **المزيد فى متصل الأسانيد:** هو زيادة راوفى إسناد ظاهره الإتصال۔

(٥٨) **المضطرب:** هو الحديث الذى روى بأوجه مختلفة متساوية فى القوة بحيث انسد باب التوفيق والترجيح۔

(٥٩) **المصحف:** هو الحديث الذى وقع التعبير فيه بالنسبة إلى نقط الحروف مع بقاء صورة الخط۔

(٦٠) **المحرّف:** هو الحديث الذى وقع التغيير فيه بالنسبة إلى شكل الحروف مع بقاء صورة الخط۔

(٦١) **المجهول:** (اى مجهول العين) هو من ذكر إسمه ولكن لم يرو عنه الا راوٍ واحد۔

(٦٢) **المستور:** (أى مجهول الحال) هو من روى عنه إثنان فأكثر ولكن لم يوثق۔

(٦٣) **المبهم:** هو الحديث الذى وقع فى إسناده راو ولم يصرح باسمه۔

(٦٤) **المرفوع:** ما أضيف إلى النبى صلى الله عليه وسلم من قول أو فعل أو تقرير۔

(٦٥) **الموقوف:** ما أضيف إلى الصحابة من قول أو فعل أو تقرير۔

(٦٦) **المقطوع:** ما أضيف إلى التابعين أو من دونهم من قول أو فعل۔

(٦٧) **الصحابى:** هو من لقى النبى رضى الله عنه مسلما ومات على

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

الإسلام ولو تخللت ردّة۔

(٦٨) **التابعي:** هو من لقی الصحابی مسلما ومات علی الإسلام ولو تخللت ردّة۔

(٦٩) **المسند:** هو الحديث الذی اتّصل سنده مرفوعا إلی النبی صلى الله عليه وآله وسلم۔

(٧٠) **العلو المطلق:** هو القرب من رسول الله بإسناد صالح نظيف۔

(٧١) **العلو النسبی:** هو القرب من امام من أئمة الحديث بإسناد صالح نظيف لو كثر العدد منه الی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم۔

(٧٢) **الإسناد العالی** : هو الإسناد الذی قلّ عدد رجاله با النسبة إلی إسناد آخر يردّ به ذالک الحديث۔

(٧٣) **الإسناد النازل:** هو الإسناد الذی كثر عدد رجاله بالنسبة إلی إسناد آخر يرد به ذالک الحديث بعينه بعدد قليل۔

(٧٤) **الموافقة:** هی الوصول إلی شيخ أحد المصنفين من غير طريقه مع العلو۔

(٧٥) **البدل:** هو الوصول إلی شيخ شيخ أحد المصنفين من غير طريقه مع العلوّ۔

(٧٦) **المساواة:** هی إستواء عدد الإسناد من الراوی إلی آخره مع إسناد أحد المصنفين۔

(٧٧) **المصافحة:** هی إستواء عدد الإسناد من الراوی إلی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اخره مع إسناد تلميذ أحد المصنفين۔

(٧٨) **رواية الأقران:** هو أن يروى أحد القرينين عن الآخر۔

(٧٩) **المدبّج:** هو أن يروى القرينان كل واحد منهما عن الأخر۔

(٨٠) **السابق والا حق:** هو ان يشترک فى الرواية عن شيخ واويان تباعد ما بين وفاتيهما۔

(٨١) **المهمل:** هوان يروى الراوى عن شخصين متفقين فى الإسم فقط أو مع إسم الأب أو نحو ذالک ولم يتميزا۔

(٨٢) **المتفق والمفترق:** هو أن تتفق أسماء الرواة رأسماء آبائهم فصاعدا خطا ولفظًا وتختلف أشخاصهم ومن ذالک أن تتفق الأسماء والكنى أو الأسماء والنسب وغير ذالک۔

(٨٣) **المؤتلف والمختلف:** هو أن تتفق الأسماء أو الألقاب أو الكنى أو الأنساب خطا وتختلف لفظًا۔

(٨٤) **المتشابه:** هو ان تتفق اسماء الرواة لفظا وخطا و تختلف أسماء الآباء لفظًا لا خطًا أو العكس۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مصطلحات حدیث

(۱) مصطلح الحدیث: ایسے اصول وقواعد کو جاننا جن کے ذریعہ سند اور متن کے احوال حدیث کے مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے جانا جائے۔

(۲) موضوع: سند اور متن مقبول اور مردود ہونے کے اعتبار سے جاننا۔

(۳) غرض: حدیثوں کی صحت اور کمزوری کی پہچان۔

(۴) حدیث: وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو قولاً ہو، فعلاً ہو، تقریراً ہو یا صفتاً۔

(۵) سند: راویوں کا سلسلہ جو متن تک پہنچے۔

(۶) اسناد: متن کے راستے کی حکایت ”نقل“ یا خود متن کا راستہ ”سند“

(۷) متن: جہاں سند کا منتہی ہو رسند وہاں پہنچ کر ختم ہو جائے روہ کلام جس پر اسناد پہنچ کر رک جائے۔

(۸) متواتر: وہ روایت جس کو بیان کرنے والے ہر طبقہ میں سچے لوگ ہوں رجن سے جھوٹ محال ہو۔

(۹) مشہور: سند کے تمام طبقہ میں ۳ر یا اس سے زیادہ راوی روایت کرے رتواتر کی حد تک نہ پہنچے۔

(۱۰) عزیز: تمام طبقۂ سند میں دو راوی سے کم نہ ہو۔

(۱۱) غریب: سند کے کسی بھی طبقہ میں راوی متفرد ”تنہا ہو جائے“

(۱۲) مقبول: وہ حدیث جس کے راوی کی سچائی راجح ہو جائے۔

(۱۳) مردود: جس کے راوی کی سچائی راجح نہ ہو سکے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۱۴) فرد مطلق: سند کے شروع میں غرابت واقع ہو۔

(۱۵) فرد نسبی: ''بکسر النون'' سند کے درمیان میں غرابت واقع ہو۔

(۱۶) صحیح لذاتہ: جس کی سند متصل ہو، راوی عادل ہو حافظہ قوی ہو'' ہر چیز حدیث کی مکمل چھوڑے بغیر یاد رکھتا ہوں'' اس میں کوئی خرابی نہ ہو، وہ شاذ نہ ہو۔

(۱۷) صحیح لغیرہ: جس کا راوی کم حافظہ کا تھا پھر اس روایت کی تائید کثیر سندوں سے ہوئی ہو۔

(۱۸) حسن لذاتہ: جس کا راوی کم حافظہ کا ہو اس میں کوئی خرابی نہ ہو، وہ شاذ نہ ہو۔

(۱۹) حسن لغیرہ: وہ پہلے ضعیف حدیث ہو پھر اس کی تائید کثیر سندوں سے ہوئی ہو۔

(۲۰) محفوظ: جس کو اعلیٰ درجہ کا معتبر راوی روایت کرے ثقہ راوی کی مخالفت کرتے ہوئے۔

(۲۱) شاذ: جس کو ثقہ راوی روایت کرے اپنے سے زیادہ معتبر راوی کی مخالفت کرتے ہوئے۔

(۲۲) معروف: جس کو ثقہ راوی روایت کرے ضعیف راوی کی مخالفت کرتے ہوئے۔

(۲۳) منکر: جس کو ضعیف راوی روایت کرے ثقہ راوی کی مخالفت کرتے ہوئے۔

(۲۴) متابعت: ایک راوی حدیث روایت کرنے میں دوسرے راوی کے ساتھ شریک ہو۔

(۲۵) متابعت تامہ: اگر متابعت بعینہٖ راوی اول کو حاصل ہو۔

(۲۶) متابعت قاصرہ: متابعت راوی کے شیخ یا شیخ الشیخ کو حاصل ہو۔

(۲۷) اعتبار: غریب حدیث کے سند کو تلاش کرنا، تابع اور شاہد کو پہچاننے کے لئے۔

(۲۸) تابع رمتابع روہ حدیث جس کے راوی حدیث غریب کے لفظاً یا معنیً یا فقط معنی میں شریک ہو۔

(۲۹) شاہد: جس کے راوی حدیث غریب کے لفظاً یا فقط معنیً شریک ہو۔

نوٹ: فرق اتنا ہے کہ تابع اور متبوع دونوں میں صحابی ایک ہوتے ہیں مگر شاہد اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مشہور میں صحابی الگ الگ ہوتے ہیں۔

(۳۰) المحکم: وہ حدیث مقبول ہے جو معارضہ سے محفوظ ہو۔

(۳۱) مختلف الحدیث: وہ حدیث جو اپنی جیسی حدیث کے معارض ہو مگر دونوں میں تطبیق ممکن ہو۔

(۳۲) نسخ: شارع کا ایک حکم کو دوسرے حکم کے ذریعہ ختم کر دینا۔

(۳۳) ناسخ: وہ حدیث مقبول جو اپنی جیسی حدیث کے معارض ہو اور اس کا اس حدیث سے مؤخر ہونا معلوم ہو۔

(۳۴) منسوخ: وہ حدیث مقبول جو اپنی جیسی حدیث کے معارض ہو اور اس کا اس حدیث سے مقدم ہونا معلوم ہو۔

(۳۵) راجح: وہ حدیث مقبول جو اپنی جیسی حدیث کے مقابل ہو اور اس کا راجح ہونا کسی قرینہ سے معلوم ہو گیا ہو۔

(۳۶) مرجوح: وہ حدیث مقبول جو اپنی جیسی حدیث کے مقابل ہو اور اس کا مرجوح ہونا معلوم ہو گیا ہو۔

(۳۷) معلق: وہ حدیث جس کے سند کے شروع سے ایک راوی یا بہت راوی گر گئے ہوں۔

(۳۸) مرسل: وہ حدیث جس کے سند کے آخر سے تابعی کے بعد راوی ساقط ہو گیا ہو۔

(۳۹) معضل: وہ حدیث جس کے وسط سند سے دو راوی مسلسل گر گئے ہوں۔

(۴۰) منقطع: جس کے سند سے ایک یا کئی راوی الگ الگ مقامات سے گر گئے ہوں۔

(۴۱) تدلیس: سند میں عیب کو چھپانا / محدث کا ایک راوی چھوڑ کر اس کے اوپر کے راوی کا ذکر کرنا۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۴۲) تدلیس الاسناد: یہ ہے کہ محدث کسی حدیث کو ایسے شیخ سے روایت کرے جو اس کا ہمعصر ہے مگر اس سے ملاقات نہیں ہوئی یا ملاقات تو ہوئی ہے مگر اس سے کوئی حدیث نہیں سنی یا حدیث تو سنی ہے مگر یہ حدیث جو بیان کر رہا ہے، وہ نہیں سنی یہ حدیث محدث نے اس شیخ کے کسی ضعیف یا معمولی شاگرد سے سنی ہے، اس واسطہ کو حذف کر کے شیخ سے اس طرح روایت کرتا ہے کہ سماع کا وہم ہوتا ہے جیسے بقیۃ بن الولید اور ولید بن مسلم کی تدلیس، تدلیس کی یہ قسم مذموم اور ناجائز ہے۔

(۴۳) تدلیس الشیوخ: محدث اپنے شیخ کا غیر مشہور نام یا کنیت نسبت یا صفت ذکر کرے، (حکمہ) مکروہ ہے۔

(۴۴) تدلیس التسویہ: محدث اپنی سند عمدہ بنانے کے لئے اوپر کسی ضعیف راوی کو حذف کر دے (حکمہ) یہ بہت مذموم تدلیس ہے (حاشیۃ نخبۃ الفکر)

(۴۵) مرسل خفی: راوی ایسے شیخ سے روایت کرے جو اس کا ہم عصر ہو مگر ملاقات نہ ہوئی ہو ایسے لفظ سے روایت کرے جس سے سماع کا وہم ہو۔

(۴۶) موضوع: یعنی گڑھی ہوئی حدیث وہ ہے جو کسی ایسے راوی سے مروی ہو جو مطعون بالکذب ہو۔

(۴۷) متروک: جس کا راوی جھوٹ کی تہمت میں گرفتار ہو۔

(۴۸) منکر: یعنی انجانی حدیث وہ ہے جو کسی ایسے راوی سے مروی ہو جو فحش غلط یا کثرت غفلت یا فسق کے ساتھ مطعون ہے خواہ اس کی روایت ثقہ کی روایت کے خلاف ہو یا نہ ہو

(۴۹) معلل: یعنی خراب والی حدیث یہ وہ حدیث ہے جس میں راوی نے وہم کی وجہ سے کوئی تغیر و تبدّل کر دیا ہو اور اس وہمی تغیر کا قرائن کی وجہ سے اور تمام سندیں اکٹھا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرنے کی وجہ سے پتہ چل گیا ہو''معلل اس مفعول ہے یطلق علی مافیہ علۃ''

(۵۰) مدرج الاسناد: جس کے سیاق سند کو بدل دیا گیا ہو۔

(۵۱) مدرج المتن: وہ حدیث جس میں راوی نے بغیر امتیاز کے اپنی بات کو تفسیر کے طور پر داخل کر دی ہو۔

(۵۲) مقلوب: جس کی سند کی تعبیر میں آگے پیچھے ہو گیا ہو وہ حدیث جس کے رواۃ کے ناموں میں یا متن میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو۔

(۵۳) مزید فی متصل الاسانید: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کا اضافہ کر دیا گیا ہو جو کہ اتقن کی سند میں نہیں ہے۔

(۵۴) مضطرب: جس کی سند یا متن میں تبدیلی کی وجہ سے راویوں کے درمیان ایسا اختلاف ہو گیا ہو کہ ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔

(۵۵) مصحف: حدیث میں حرف کا تغیر نقطوں کے ذریعہ ہو۔

(۵۶) محرف: ایک حرف کے بجائے کے دوسرا حرف جو اس کے ہم شکل نہ ہو تو وہ محرف ہے۔

(۵۷) مجهول العین: وہ مُقِلّ (قلیل الحدیث) راوی ہے جس سے نام لے کر صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔

(۵۸) مستور: مجهول الحال ہی کو مستور بھی کہتے ہیں بلکہ مجهول الحال کے لئے عام طور پر مستور ہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور مجهول العین کے لئے''مجهول''لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

(۵۹) مبہم: جس راوی کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو صراحۃً۔

(۶۰) مرفوع: وہ حدیث جس کی سند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی ہو۔

(۶۱) موقوف: وہ حدیث جس کی سند صحابیؓ تک پہنچی ہو۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۶۲) مقطوع: جس کی سند تابعی تک پہنچی ہو۔

(۶۳) عُلُوِّ مُطلق: یہ ہے کہ راوی سے لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک وسائط کی تعداد کم ہو۔

(۶۴) عُلُوِّ نِسبی: یہ ہے کہ راوی سے لے کر کسی امام فنِ حدیث تک وسائط کم ہوں (خواہ اس امام کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک وسائط زائد ہی کیوں نہ ہوں۔

(۶۵) اسناد عالی: جس کے رواۃ کی تعداد دوسرے سند کی طرف دیکھتے ہوئے کم ہو اور وہ بعینہ اس کم عدد کے ساتھ وارد ہو۔

(۶۶) موافقت: یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مصنف کی کتاب کے سلسلۂ سند کے علاوہ دوسرے سلسلۂ سند سے اس مصنف کے شیخ تک پہنچ جائے اور اس دوسری سند کے رواۃ کی تعداد بھی کم ہو تو اسے مصنف کے ساتھ موافقت کہتے ہیں۔

(۶۷) بدل: مصنفین میں سے کسی ایک کے شیخ تک پہنچنا بغیر کسی طریق کے۔

(۶۸) المساواۃ: سند کی تعداد برابری ہونا راوی سے لے کر آخر تک کی سند مصنفین میں سے کسی ایک کی سند کے ساتھ برابر ہو۔

(۶۹) روایۃ الاقرآن: دو دوستوں (ہم عصروں میں سے) ایک دوسرے سے روایت کرنا۔

(۷۰) المدبج: دونوں ہم عصروں میں سے باہم ایک دوسرے سے روایت کرنا۔

(۷۱) السابق واللاحق: ایسے دو راویوں کا ایک شیخ سے روایت نقل کرنے میں مشترک ہونا جن دونوں کی وفات دور دور ہو۔

(۷۲) الاسناد النازل: جس کے راویوں کی تعداد زیادہ ہو دوسری سند کے مقابلہ میں اور وہ حدیث کم تعداد والی سند سے وارد ہو۔

(۷۳) المہمل: ایسے دو شخصوں سے روایت کرنا جو دونوں اپنے نام یا باپ کے نام میں متفق ہو مگر ممتاز نہیں۔

(۷۴) متشابہ: راویوں کے نام خط و لفظ میں متفق ہوں مگر ان کے آباء کے نام لفظوں میں یا خط میں مختلف ہوں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa